THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday the June 24, 2024
(339th Session)
Volume V, No. 09
(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume V	SP.V (09)/2024
No. 09	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. FATEHA 2
3. Leave of Absence 2
4. Point raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, regarding launch of Operation "Azm-e-Istehkam" and prevailing political instability in the country 4
5. Presentation of report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2024-25 9
6. Point raised by Senator Sherry Rehman regarding the law and order situation and incidents of religious extremism in the country 15
7. Resolution moved by Senator Sherry Rehman condemning the recent mob lynching in Swat and Sargodha of persons accused of offences pertaining to religion 18
8. Adoption of report of the Standing Committee on Finance and Revenue regarding the recommendations on the Finance Bill, 2024-25 19
   - Senator Syed Faisal Ali Subzwari 19
   - Senator M. Fesal Vawda 27
   - Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance 30
9. Points of public importance raised by Senator Manzoor Ahmed regarding (i) Raid on the house of Ex-Minister Moulana Allah Dad Khair Khwa from JUI and deporting the family; (ii) Incidents of violence and religious intolerance in the country 31
10. Point of public importance raised by Senator Sardar Al Haj Muhammad Umer Gorgaij regarding ban on gas connections and lack of amenities for the people of Balochistan 34
11. Speeches on the Finance Bill, 2024-25 36
    - Senator Khalida Ateeb 36
12. Point of Order raised by Senator Aimal Wali Khan regarding the launch of Operation "Azm-e-Istehkam" and the overall political and law & order situation in the country 40
13. Speeches on the Finance Bill, 2024-25 49
    - Senator Rana Mahmood ul Hassan 49
    - Senator Raja Nasir Abbas 54

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the June 24, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at nine minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: ۔آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے۔ اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ﷺ ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ: آیات 12تا13)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال سے پہلے ہم چھٹی کی درخواستیں لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر خلیل طاہر: ہارون ولیم اور انوش کے لیے بھی دعا کروائی جائے اور میں ساتھ ہی خاص طور پر اعظم نذیر تارڑ صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کل جو resolution پیش کی ہے یہ ایک انقلابی قرارداد تھی، this has been appreciated across the world. میری ذاتی گزارش یہ ہے کہ جو دو مسیحی نوجوان شہید ہوئے ہیں ان کے لیے بھی دعا کروائی جائے اور ایک منٹ کے لیے خاموشی بھی اختیار کی جائے۔

FATEHA

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہمارے جو مسلمان فوجی بھائی شہید ہوئے ہیں ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں اور ہمارے جو مسیح فوجی شہید ہوئے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک منٹ کے لیے خاموشی بھی کرواتے ہیں۔ سینیٹر ساجد میر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کروائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ خوانی کروائی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ایک منٹ کی خاموشی کی جائے۔

(اس موقع پر ایوان میں ایک منٹ کے لیے خاموشی اختیار کی گئی)

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ Order No.01 پر چھٹی کی درخواستیں ہیں، پہلے یہ نمٹاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر میر دوستین خان ڈومکی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 07 تا 14 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20تا21 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھی۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب نے بیرونی ملک ذاتی مصروفیات کی بناپر مورخہ 24تا30 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناپر آج مورخہ 24 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عون عباس صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 24 تااختتامی حالیہ اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Deputy Chairman: Order No.02.

سینیٹر سلیم مانڈوی والا، چیئرمین ، سینیٹ قائمہ کمیٹی برائے خزانہ، Order No.2 پیش کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے یہ پیش کرلیں پھر بعد میں۔ اچھا چلیں سینیٹر سید شبلی فراز صاحب، آپ بات کرلیں۔

Point raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, regarding launch of Operation "Azm-e-Istehkam" and prevailing political instability in the country

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾) جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر اس ایوان میں بڑی تفصیل سے باتیں ہونی چاہییں لیکن یہ ایک اہم مسئلہ ہے جیسے کہ کل Apex Committee میں announce کیا گیا کہ ہم ایک آپریشن عزم استحکام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی details کا تو ہمیں اتنا علم نہیں ہے لیکن ہم اگر overall اس concept کو دیکھیں تو یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم نے مختلف قسم کے military operations خاص طور پر خیبر پختونخوا میں ہوتے دیکھے ہیں اور وہاں پر جتنی بھی شہادتیں ہوئی ہیں، چاہے وہ ہماری armed forces کی ہوں، چاہے ہمارے پولیس والوں کی ہوں، چاہے civilians کی ہوں، سب پاکستانی ہیں اور ایک ایک کی جان اتنی ہی اہم ہے کہ جتنی ہمارے پورے ملک کی۔

اب ایسی صورت حال میں جہاں پر کہ گزشتہ ایک یا دو مہینے سے ہمارے فوجی جوانوں کی شہادتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ آپریشن عزم استحکام تھوڑا normal سے ہٹ کر نظر آتا ہے۔ یہ جو لفظ استحکام ہے، اس کی political connotations ہیں اور جب کہ لفظ آپریشن اس کا military connotation ہے۔ اب ان دونوں الفاظ کے سنگم کی ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم اسے کیسے لیں کیونکہ اگر تو مقصد استحکام حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے آپریشن نہیں بلکہ اس کے لیے کچھ اقدامات کرنے ہوں گے، کچھ ایسی چیزیں کرنی چاہیں جو کہ استحکام لا سکیں۔

استحکام عام طور پر معاشی ہوتا ہے اور دوسرا society میں جو امن وامان ہوتا ہے، یہ اس کی ایک شاخ ہے۔ جو استحکام ہم ڈھونڈ رہے ہیں، وہ استحکام میرے خیال میں اس وقت تک evasive اور ہماری پہنچ سے دور رہے گا جب تک کہ ہم اس ملک میں قانون کی بالادستی، آئین کی supremacy اور true mandate to the people who have won

the elections جنہوں نے elections جیتے، وہ نہیں جن کو 47 through form جتایا گیا۔

اس قسم کا جو استحکام ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ استحکام ہم حاصل کر ہی نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس کے لیے جو instruments or tools چاہیے ہوتے ہیں، وہ free and fair elections ہیں جو کہ نہیں ہوئے، بلکہ اس دفعہ کے جو elections تھے وہ mother of all rigged elections تھے۔ اب ایسی صورت حال جس میں کہ ایک ملک کی سب سے بڑی پارٹی کے لیڈر پر سیاسی مقدمات بنائے گئے، ان کو جیل میں ڈالا گیا، پاکستان تحریک انصاف کے workers پاکستان تحریک انصاف کی Leadership کو جیلوں میں ڈالا گیا ہے، ہماری خواتین کو جیلوں میں ڈالا گیا ہے اور ان کو نشان عبرت بنایا جارہا ہے۔

جب ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کا لیڈر جیل میں ہوگا اور جب political prisoners ہوں گے تو میرا نہیں خیال کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی اتنے political prisoners رہے ہیں جتنے کہ آج ہیں اور خاص طور پر پنجاب میں جو کہ پاکستان تحریک انصاف کے لوگوں کے لئے کربلا بنا ہوا ہے، وہاں پر جس طریقے سے ظلم اور بربریت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ پنجاب میں فسطائیت ہے، پنجاب میں dictatorship ہے، وہاں پر پاکستان تحریک انصاف کے لوگوں کو ان کے سیاسی عمل کی ادائیگی میں نہ صرف رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں بلکہ ظلم و ستم کرکے، جھوٹے پرچے کرکے جیلوں میں ڈالا جاتا ہے۔

چیئرمین صاحب! اب آپ یہ بتائیں کہ اس طرح کے حالات میں آپ کیسے سمجھتے ہیں کہ استحکام آئے گا۔ آپ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ اس ملک کی economy بہتر ہوگی، اس ملک میں prosperity آئے گی، اس ملک میں لوگ اپنی جان و مال کی حفاظت کو، جو کہ آئین guarantee کرتا ہے، اس کو کیسے safeguard کریں گے۔ جو مقدمات بنے ہیں وہ تو مکمل طور پر ایک مذاق ہے۔

ہمارے treasury کے ساتھی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح سے اس ملک میں جمہوریت کا جنازہ through rigged elections نکالا گیا، جس کا squarely responsible Election Commission of Pakistan ہے جو کہ اربوں روپے

خرچ کر کے الیکشن کرواتا ہے اور انہوں نے جو الیکشن کروایا ہے اس کے بارے میں پورے پاکستان اور پوری دنیا نے جو باتیں کی ہیں اس کو repeat کرنا میرا خیال ہے کہ وقت کا زیاں ہوگا لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس طریقے سے ہماری reserve seats اور ہمارا symbol ہم سے چھینا گیا، ایسے حالات میں استحکام کیسے آسکتا ہے بے شک آپ کوئی بھی آپریشن کرلیں۔

استحکام تو اس وقت آتا ہے جب ملک میں رواداری ہو، آئین کی حکمرانی ہو، free and fair elections ہوئے ہوں، جو ہارا ہو وہ genuinely ہارا ہو اور جو جیتا ہو وہ genuinely جیتا ہو، تو پھر ایسے حالات میں وہ لوگ جو کہ form-47 کے ذریعے پارلیمان میں آکر بیٹھے ہیں تو ان سے نہ تو یہ بجٹ بن سکا اور اس بجٹ کے بارے میں even آپ کے اپنے لوگ اور جو آپ کے اتحادی ہیں وہ بھی complain کر رہے ہیں اور کوئی بھی own نہیں کر رہا بلکہ memes چل رہی ہیں کہ پیپلز پارٹی کہہ رہی ہے کہ ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا، تو جواب میں لکھا ہوتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) والے بھی کہ رہے ہیں کہ ہم سے بھی مشورہ نہیں کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتنا بڑا بھونڈا مذاق ہے۔

یہ بجٹ جو کہ پہلی قسط ہے، اس ملک کی عوام کو استقامت نہیں دے گا، استحکام نہیں دے گا۔ اس ملک میں اس مہنگائی کی وجہ سے law and order کی صورت حال بدتر ہوگی۔ یاد رکھیں کہ everything is tied to economy جب لوگوں کو دو وقت کی روٹی نہیں ملے گی، جب لوگوں کا معیار زندگی دن بہ دن نیچے جاتا چلا جائے گا تو اس صورت حال میں ملک میں استحکام نہیں آسکتا۔ ایک وہ لوگ ہیں جو ہماری مسلح افواج کو attack کر رہے ہیں، وہ terrorist ہیں، اور ایک وہ لوگ ہیں جو جمہوریت کے لبادے میں گدھ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جو اس ملک میں سب سے زیادہ استحکام کے دشمن ہیں وہ تو وہی لوگ ہیں جو جمہوریت کے لبادے میں بیٹھے ہیں۔

آپ قوانین کو دیکھ لیں کہ کیسے پاس ہوتے ہیں، آپ اپنے سینیٹ کو دیکھ لیں جہاں کس طرح سے کمیٹیاں تقسیم کی گئیں، کس طرح سے ان کمیٹیوں کی چیئرمین بنائے گئے، یہ شرم کا مقام ہے۔ یہ وہ حالات نہیں ہیں کہ کوئی بھی جو یہاں پر اس وقت منصب پر بیٹھا ہے وہ اس کو اپنے لئے باعث فخر بات سمجھے۔ آپ نے اس ایوان بالا کو مذاق بنا دیا ہے۔ آپ نے اس ایوان بالا کی تمام تر روایات کو جوتے کی نوک پر رکھا ہے۔ آپ نے opposition کو بالکل دیوار سے لگا دیا ہے۔ یہ

مت بھولیں کہ آپ ہمیشہ یہاں پر بیٹھے نہیں رہیں گے۔ وقت کسی کا نہیں رہتا لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو نئے معیار بنائے گئے ہیں ان لوگوں کی طرف سے جو so-called جمہوریت کے champions بنتے ہیں، جو کہ human rights پر باتیں کرتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جب پاکستان تحریک انصاف کے لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ ہماری عورتوں کے ساتھ کیا ہوا، ہمارے گھر توڑے گئے، ہمارے گھر میں خواتین کی بے حرمتی کی گئی، ایک جگہ نہیں بلکہ across the Punjab and across the Khyber Pakhtunkhwa. آپ لوگ ان جمہوری اقدار کو پاؤں تلے روندتے ہوئے آج یہاں بیٹھے ہیں، آپ اگر ایسے حالات میں یہ توقع رکھتے ہیں۔ آپ کسی کو بھی لے آئیں، آپ Adam Smith کو لے آئیں کہ وہ اس ملک کا بجٹ بنا دے گا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ آپ کی legitimacy نہیں ہے، آپ کے پاس اخلاقی قوت نہیں ہے، جس سے آپ مربوط قسم کی structural changes کر سکیں۔ یہ بجٹ کس نے بنایا ہے؟ آپ کے قرضے ہیں، آپ کی آمدن ہے، آپ نے salaried class کو tax کیا اور آپ نے غریبوں کا خون چوسا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے حالات میں کوئی بھی حکومت ہو اور خاص طور پر وہ حکومت ہو جو کہ ناجائز حکومت ہو، وہ ان problems کو tackle ہی نہیں کر سکتی۔ آپ ان مسائل کو exacerbate کر سکتے ہیں اور آپ کر رہے ہیں، اس کے زہریلے پن کو بڑھا رہے ہیں۔ کسی کو کوئی پتا نہیں ہے کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں ایک خواب دکھایا جاتا ہے، کبھی ایک چیز بتائی جاتی ہے کہ فلاں آ رہا ہے اور فلاں اتنے اربوں dollars لے آئے گا، فلاں اتنے لے آئے گا۔ وہ dollars کہاں ہیں؟

جناب! ہم یہ جانتے ہیں کہ ایک ارب dollars کی گندم منگوائی جاتی ہے اور اس کی نہ investigation ہوتی ہے، اس پر نہ کوئی بات ہوتی ہے۔ ہم ایک ارب dollar کے لیے کشکول لے کر دنیا میں پھر رہے ہیں، ہم اپنی self-respect کو compromise کر کے کشکول لے کر پھر رہے ہیں اور آپ اس ملک کے عوام کو بھکاری بنا کر، اپنی عیاشی کریں۔ اس طرح نہیں ہو سکتا، اس طرح استحکام نہیں آ سکتا، استحکام یہاں پر چھپا ہوا ہے۔ استحکام Rule of Law and democracy میں چھپا ہوا ہے اور استحکام free and fair elections میں چھپا ہوا ہے۔ لوگوں کو جب تک انصاف نہیں ملے گا تب تک استحکام نہیں آ سکتا، we are

ہم ایسی جگہ پر ہاتھ رکھ رہے ہیں جبکہ وہاں پر مسئلہ barking up the wrong tree. نہیں ہے، مسئلہ کہیں اور ہے۔ یہ کیسے ہو گا، یہ تب ہو گا جب اس ملک میں rule of law آئے گا، اس ملک میں free and fair elections ہوں گے تب استحکام آئے گا۔ یہ وہ بات ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ ہم چھوٹے ہوتے تھے تو ایک فلم تھی، اس کا نام "زرقا" تھا، آج زرقا صاحبہ نہیں آئیں، اس "زرقا" فلم میں حسن طارق کا ایک گانا تھا اور ہم اس گانے کو سنتے تھے اور ہم کہتے تھے کہ یہ کہیں اور ہوتا ہو گا، یہ ادھر نہیں ہوتا۔ وہ گانا ایسے تھا کہ،

ظلم رہے اور امن بھی ہو   کیسے بھلا یہ ممکن ہے

جناب! ہم جس صورت حال سے دوچار ہیں، یہ صورت حال ہماری اپنی بنائی ہوئی ہے۔ ایک شعر ہے کہ،

بیرون در نہ کوئی روشنی نہ سایہ تھا   سبھی فساد مجھے اندرون خانہ لگا

جناب! اس فساد اور سارے مسائل کا حل یہاں پر ہے۔ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں terrorists destabilize کر دیں گے، وہ کیسے destabilize کر سکتے ہیں جس ملک میں قانون اور آئین کی حکمرانی ہو، وہاں پر کوئی بھی کسی کو destabilize نہیں کر سکتا۔ یہ وہ جڑ اور بنیاد ہے جس پر پوری society کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ کوئی بھی society ہو جس میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عمل درآمد ہو تو وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ آپ آج خوش ہیں، آپ آج قہقہے لگا رہے ہیں، آج آپ گپ شپ لگا رہے ہیں لیکن آپ کو پتا نہیں ہے کہ آپ کا ملک جل رہا ہے۔ آپ کو شرم آنی چاہیے کہ ایسے حالات ہیں کہ ملک ہر طرح کے خطرات سے دوچار ہے اور ہم نے خود ہی اس ملک کو خطرات سے دوچار کیا ہے، ان لوگوں نے خطرات سے دوچار کیا ہے جو آج اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ یہ ہر چیز پر compromise کریں گے، اس لیے کریں گے کہ ان کے دل میں چور ہے، ان کو پتا ہے کہ یہ elect ہو کر نہیں آئے۔

جناب! یہ ساری وجوہات ہیں، میں جن کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں، نمبر ایک ہے کہ ہمیں اس ایوان کے honour, respect and traditions کو restore کرنا چاہیے۔ چیئرمین صاحب اس ایوان کے custodian ہیں، ان کو partisan نہیں ہونا چاہیے۔ دوسری بات ہے کہ اس ایوان کو اس کی history اور قوانین کے مطابق چلایا جائے۔ اس ملک میں قانون

کی بالادستی کے لیے کام کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ ابھی bill پیش کیا اور پانچ منٹ بعد اس پر voting کرا دی، اگر majority ہے تو بس وہ pass ہو گیا۔ ایسا democracy میں نہیں ہوتا، democracy کا مطلب یہ نہیں ہے کہ who have bigger number, they will carry the day, سب کو ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے، آپ حزب اختلاف کے بغیر نہیں چل سکتے۔ آپ کے ملک کے مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ اس ملک کے سب بڑے popular leader Imran Khan ہیں، ان پر جھوٹے اور سیاسی cases بنائے گئے ہیں، وہ withdraw کریں، عمران خان کو رہا کریں، ہمارا mandate ہمیں واپس دیں۔ آپ قانون اور آئین کے تحت کام کریں۔ اس ملک کی prosperity, security, ترقی اور استحکام کی چابی قیدی نمبر 804 عمران خان کے پاس ہے۔ آپ جائیں اور اسے لائیں اور آپ دیکھیں گے کہ یہ ملک کس طرح ترقی کرتا ہے، اگر اس ملک کو اکٹھا رکھا ہوا ہے تو وہ عمران خان نے اکٹھا رکھا ہوا ہے۔ اس ملک کے نوجوان عمران کو دیکھتے ہیں، اپنے مستقبل کی روشنی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں استحکام آئے تو استحکام عمران خان کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ آپ کو پسند ہو یا نہ ہو، یہ استحکام عمران خان ہی لا سکتا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب۔

Presentation of report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2024-25

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں آج بجٹ کی report پیش کر رہا ہوں۔ میں پہلے اپنے Members کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں سینیٹر سید شبلی فراز صاحب کے شکریہ سے شروع کرتا ہوں اور میں سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، انوشہ رحمان صاحبہ، سینیٹر فیصل واوڈا صاحب، سینیٹر محسن عزیز صاحب، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ اور سینیٹر منظور احمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں بجٹ کی study اور اس پر recommendations کے لیے normally 14 days ملتے تھے لیکن ہمیں اس مرتبہ صرف 6 days ملے ہیں۔

جناب! ہم نے week end پر بھی کام کیا، اس میں Senate Secretariat نے بھی بڑا role play کیا، ہماری قائمہ کمیٹی کی محترمہ عفت مصطفیٰ صاحبہ سیکرٹری کمیٹی ہیں، انہوں نے اور ان کی ٹیم نے week end پر بھی کام کیا بلکہ وہ کل Sunday کو بھی سینیٹ میں تھے اور کام کر رہے تھے تو میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ساتھ Law Ministry نے بڑا اچھا role play کیا، ہمارے ساتھ جام اسلم صاحب throughout کام کرتے رہے، media والوں نے کام کیا اور جناب ٹوانہ صاحب چیئرمین FBR ہیں، انہوں نے بھی ہمارے ساتھ پورا وقت لگایا۔ میرے ساتھ وزیر صاحب بیٹھے ہیں، انہوں نے بھی ہمارے ساتھ دو، تین مرتبہ during the meeting اور meeting کے بعد کمیٹی کے ساتھ interaction کیا اور بجٹ discuss کیا۔ تقریباً 32 کے قریب associations and chambers پاکستان کے ہر صوبے اور ہر شہر سے آئے اور کمیٹی سے ملاقاتیں کیں جس میں ہر قسم کا sector تھا، education sector, medical sector, retail sector, automotive sector, and banks sector اور کوئی ایسا sector نہیں تھا، ہم نے جس کی representation نہیں سنی۔

جناب! اس کے بعد ہم یہ ساری باتیں سن کر eventually ایک conclusive report پر آئے۔ حزب اختلاف کے بھی لوگ بیٹھے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھ سینیٹر محسن عزیز صاحب کافی detail میں involved تھے۔ میں ذرا آپ کو بجٹ کے حالات بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کتنی مشکل میں ہے اور یہ بجٹ، یہ پارلیمنٹ اور یہ حکومت بنیادی طور پر قرضوں پر چل رہی ہے۔ میں نے یہ کئی مرتبہ کہا ہے اور یہ میرا چھٹا بجٹ ہے اور ہر دفعہ میں پارلیمنٹ سے کہتا ہوں کہ آپ کی یہ پارلیمنٹ ہم قرضہ لے کر چلا رہے ہیں تو یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ آپ کا budget 18.9 trillion کا ہے جس میں سے 9.75 ہم سود اور loan کی repayments کی صورت میں ادا کر رہے ہیں اور 2.6 trillion and 5.14 trillion ہم borrow کریں گے۔ ہم borrow کریں گے اس ملک کے اپنے budget کو meet کرنے کے لیے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہر سال یہ figure بڑھتا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے دس سال سے ہم اس processمیں رہے، کبھی حکومت میں رہے اور کبھی حکومت سے باہر رہے تو ہم نے یہ ہی دیکھا ہے کہ ہر سال قرضہ بھی بڑھ رہا ہے اور budget بھی بڑھ رہا ہے اور ہم اس کو کم نہیں کر پا رہے کیونکہ ہم وہ ہی کرتے جا رہے ہیں جس کے بارے میں ہم ہمیشہ کہتے تو ہیں کہ صحیح کریں گے کہ جو tax payer ہے اس پر ہم اگلے سال taxنہیں لگائیں گے پر ہم اسی کو taxکرتے ہیں اور آج کل پاکستان میں آپ نے non-filerکا مذاق سنا ہوگا کہ 2.4 million non-filers ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم ہر سال کہتے ہیں کہ ہم ان کو پکڑیں گے، ہم اس بارے میں کچھ کریں گے مگر ہم کچھ نہیں کرتے۔

اس ملک میں ایسے بہت سارے sectors ہیں جو tax pay نہیں کرتے ان کے پاس گھر ہیں، ان کے پاس گاڑیاں ہیں، ان کے پاس bank accounts ہیں۔ وہ travel کرتے ہیں لیکن وہ Pakistan میں tax payer نہیں ہیں۔ دوسرے ممالک میں ایسا نہیں ہو سکتا مگر ہمارے ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جس کے اوپر ہم نے budget میں position لی ہے، ممبرز نے بھی position لی ہے اور consensus کے ساتھ ہر چیز کا فیصلہ کیا ہے۔

بجٹ میں جو salaried class پر tax لگایا گیا ہے جو specially جو lower bracket میں ہیں اس کو کمیٹی نے unanimously reject کیا ہے۔ دودھ کے اوپر بھی ہم نے حکومت کو کہا کہ اس کو آپ reconsider کریں اور کمیٹی نے unanimously اسے reject کیا ہے۔ میں نے اس دفعہ پہلی بار دیکھا ہے کہ disabled لوگ ہماری کمیٹی میں آگئے اور وہ disabled لوگ ہیں جو حکومت کے لیے کام کرتے ہیں۔ General disabled لوگوں کی میں بات نہیں کر رہا اور کوئی wheel chair پر آیا اور کوئی کسی طریقے سے آیا اور وہ یہ بتانے آیا کہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ آج سے نہیں دس سالوں میں ہم disabled لوگوں کے لیے کچھ بھی نہیں ہے تو اس کے لیے ہم نے حکومت کو propose کیا کہ disable لوگوں کے لیے ایک special allowance رکھیں اور ان سے ملیں اور ان سے پوچھیں کہ ان کی کیا مشکلات ہیں۔

ہر سال poultry پر بھی tax لگتا ہے، feed کے اوپر اور کھانے پینے کی چیزوں کے اوپر، اس پر بھی ہم نے حکومت کو کہا کہ آپ consider کریں کہ feed پر tax نہ لگائیں کیونکہ یہ سب

جانور کھاتے ہیں، مرغی کھاتی ہے۔ان پر taxلگانے سے چیزیں مہنگی ہو جائیں گی تواس پر بھی ہم نے حکومت کو considerکرنے کو کہا ہے۔ایک بہت interesting itemآیا hospitals کا، یہ issue discussہوا کہ hospitalsپیسے بھی لیتے ہیں ان کو بھی وہی مراعات ملتی ہیں اور جو hospitals charityپر چلتے ہیں ان کو بھی وہی مراعات ملتی ہیں۔اس پر ہم نے حکومت کو یہ کہا کہ جو hospitals treatment کے پیسے نہیں لیتے اور patientکو billنہیں دیتے ان کو تو آپ مراعات دیں اور جو hospitalsپیسے لیتے ہیں ان کو آپ مراعات نہ دیں۔ ہم نے پہلی مرتبہ یہ چیز identifyکی ہے۔

بلوچستان کے لیے بھی ہمارے بہت سارے Senatorsنے issue raiseکیا تو اس پر بھی ہم سب کا consensusیہ تھا کہ ہمیں بلوچستان کے issuesکو، جو special packageہے اس کو ہمیں supportکرنا چاہیے۔IT sectorپر بھی کافی debateہوئی، IT and telecomوالے بھی آئے۔,Phones and taxation on dataاس پر increaseکیا ہوا تھا تو ہم نے حکومت کو کہا کہ جو سستے telephonesہیں ان پر آپ tax increaseنہ کریں اور جو مہنگے telephonesہیں ان پر تو ویسے ہی اتنا taxہے ان کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ مگر اس دفعہ چھوٹے phonesپر بھی tax doubleکر دیا گیا ہے۔ اس پر بھی ہم نے حکومت کو کہا کہ آپ considerکریں اور کمیٹی نے اس کو rejectکیا ہے۔

In the endایک اور بہت interesting itemآیا کافی سالوں میں تو نہیں آیا لیکن اس دفعہ دوبارہ آیا ہے کہ بچوں کی books and pencilsپر taxلگا دیا گیا ہے۔ سکول والے بھی آئے، stationery والے بھی آئے، جن لوگوں کا تعلیم کے شعبے سے تعلق تھا انہوں نے آکر appealکی کہ ایسا نہ کریں تو اس پر کچھ لوگوں کا viewیہ تھا کہ جو expensive schoolsہیں ان میں تو لوگ یہ چیزیں خریدنا affordکر سکتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں majority schoolsیا تو Governmentکے ہیں یا سستے schoolsہیں۔اس پر بھی کمیٹی نے اپنا viewلیا اور کہا کہ اس taxکو ہم rejectکرتے ہیں۔ یہ ہم acceptنہیں کریں گے۔

میں نے کچھ main چیزیں جن پر کمیٹی نے position لی ان کا میں نے ذکر کیا ہے کیونکہ list بہت لمبی ہے اور کافی چیزوں کو ہم نے correct کیا ہے جو budget میں legally غلط تھیں۔ جس میں، میں فاروق نائیک صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کیونکہ انہوں نے ہمیں legally input دی اور انہوں نے اس کے اندر participate کیا۔ ان کا جو legal experience ہے وہ کمیٹی میں کسی اور کا نہیں ہے تو انہوں نے ہمیں guide بھی کیا اور حکومت کی مدد کی to correct the Bill.

جناب چیئرمین ! Non-filers کا issue میں پچھلے 12 years سے سن رہا ہوں اور ہم نے کئی مرتبہ حکومت کو تجویز پیش کی کہ non-filers پوری دنیا میں کہیں نہیں ہیں صرف پاکستان میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دفعہ tax file کرتے ہیں اور اس کے بعد نہیں کرتے۔ اس چیز کو ہم نے بہت seriously لیا اور منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں میں نے ان کو کہا کہ خدا کے لیے اب وقت آگیا ہے کہ آپ کچھ کریں۔ اس ملک میں جو tax نہیں دیتے جو non-filer ہیں تو ان کے لیے یہ proposal تھا کہ ان کی Sims block کی جائیں۔ ان کے اوپر اور بھی کوئی restrictions لگائی جائیں جن کی وجہ سے یہ filer بنیں یا at least department کو بتائیں کہ وہ non-filer کیوں ہیں۔ اس issue پر ہم نے بھی حکومت کو support کیا ہے اور منسٹر صاحب بھی آپ کو later on brief کریں گے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ مگر in the end میں اس House کو ایک چیز کہنا چاہوں گا اپنے opposition والوں کو بھی، treasury والوں کو بھی کہ ہمیں ایک چیز realize کرنی پڑے گی کہ آپ اگر پاکستان کی balance sheet جیسے آپ کسی company کی balance sheet bank کے پاس لے کر جاتے ہیں تو پاکستان کی اگر آپ balance sheet لے جائیں تو آپ کو کوئی پیسے نہیں دے گا۔ It is a bankrupt balance sheet تو اب ہم سب کو یہ realize کرنا چاہیے کہ دس سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں اس سے پہلے میرے سے پہلے والے پارلیمنٹ کے members دیکھ رہے ہوں گے کہ ہم نیچے جا رہے ہیں۔ ہمیں کہیں بھی بہتری نظر نہیں آ رہی اور اسی conventional way میں budget بنتا ہے، وہی taxation کا طریقہ ہے۔ کہیں

بھی کوئی reform نظر نہیں آ رہی، کوئی امید نظر نہیں آ رہی کہ کس طریقے سے ہم بہتری کی طرف جائیں گے۔

میں سب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں economy پر سیاست بند کر دینی چاہیے اور ساری parties کو بیٹھ کر یہ decide کر لینا چاہیے کہ ہم ہر قسم کی سیاست کریں گے مگر پاکستان کی economy پر ہم سیاست نہیں کریں گے اور اس کی وجہ میں آپ کو بتاؤں اگر یہ سیاست ہوتی رہی اور every pillar of our democracy and our society continues to do politics on economy تو میں آپ کو بتاؤں کہ اگلا بجٹ آپ اس سے بھی برا دیکھیں گے۔ آپ کو بہتری نظر نہیں آئے گی تو ہم اگر یہ decide کر لیں کہ ہم نے economy پر سیاست نہیں کرنی۔ ہم نے charter of economy in real sense sign کرنا ہے اور جتنی Parties بیٹھی ہیں ہم نے ایک زمانے میں charter of democracy بھی اسی لیے sign کیا تھا کہ اس ملک میں democracy چلے، نہیں تو وہی ہونا تھا کہ democracy اس ملک سے derail ہو جاتی اور ہم پھر anarchy کی طرف چلے جاتے۔

میں اپنے سارے دوستوں سے appeal کروں گا جو یہاں بیٹھے ہیں اور جو قومی اسمبلی میں ہیں، ہم مل کر کوشش کریں کہ economy کو strengthen کریں۔ Economy strong ہو گی تو ہم سب مضبوط ہو جائیں گے، parties مضبوط ہو جائیں گی۔ ہم as an individual مضبوط ہو جائیں گے اور میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان مضبوط ہو جائے گا۔ یہ میری ایک درخواست ہے اور میں اسی کے ساتھ اپنی budget speech کو ختم کرتا ہوں۔ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے سنا۔

Long live Pakistan. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں اگر بجٹ سے متعلق آپ نے بات کرنی ہے۔ سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب! آپ Order No. 2 move کریں۔

Senator Saleem Mandviwalla: I, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue present report of the Committee on the proposals for making

recommendations on the Finance Bill, 2024, containing the Annual Budget Statement.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ ابھی ہم business کی طرف جاتے ہیں اور بجٹ کے حوالے سے جن اراکین کی تقاریر رہ گئی ہیں انہیں مکمل کرتے ہیں۔ شیری رحمان صاحبہ۔

Point raised by Senator Sherry Rehman regarding the law and order situation and incidents of religious extremism in the country

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! House کو تو order میں لائیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تھوڑا سا یہ business چلنے دیں پھر آخر میں آپ لوگوں کو بھی موقع ملے گا۔ پارلیمانی لیڈر شیری رحمان صاحبہ۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! براہ مہربانی House کو order میں لے آئیں۔ میری گزارش ہے کہ House کو order میں لے آئیں۔ پختونوں کا قتل جس کی بات ہو رہی ہے وہ سب کو نامنظور ہے، میری سمجھ سے بالا ہے کہ اپوزیشن اس وقت کس مدعے پر protest کر رہی ہے۔ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ خیبر پختونخوا اور border areas میں جو operations announce ہوئے ہیں وہ نہ ہوں تو میری سمجھ سے بالا ہے کہ یہ کون سی حکمرانی کی بات کرتے ہیں، کون سے آئین، کون سے انصاف اور کون سے قانون کی بات کرتے ہیں۔ اگر rule of law کی بات کرتے ہیں تو یہ بات کر رہے ہیں اس operation کی جو نئی announce ہوئی ہے اور اس operation کے حوالے سے میں کہوں گی کہ اس طرح کا مربوط اور ملک گیر operation پاکستان میں اشد ضروری ہے وہ اس لیے کہ پاکستان میں دہشت گردی کا ناسور پھر سے سر اٹھا رہا ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: کیا PTI والے یہ چاہتے ہیں کہ religious minorities کا استحصال ہو، کیا یہ چاہتے ہیں، انہوں نے قومی اسمبلی میں resolution بھی sign نہیں کی۔ کیا یہ

چاہتے ہیں کہ پاکستان میں عدم استحکام رہے کہ extremism اور انتہاپسندی کی آگ یہاں جلتی رہے اور یہ کہیں کہ طالبان ہمارے دوست ہیں۔ یہ وہی تنظیم ہے جو TTP کو دفاتر دینے کے لیے بڑی متحرک تھی۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید علی ظفر صاحب اور قائد حزب اختلاف صاحب سے درخواست ہے کہ آپ اپنے اراکین کو ان کی نشستوں پر بٹھائیں۔ آپ لوگ براہ مہربانی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ آپ لوگوں کو اپنی بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: یہ وہی تنظیم ہے جو اس وقت خیبر پختونخوا کی بات کر رہے ہیں ان کے Chief Minister Apex Committee میں موجود تھے تو مجھے نہیں پتا ان کی اس وقت کیا صورت حال ہے اور یہ اس وقت کیا چاہ رہے ہیں یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی بھی استحکام نہ ہو۔ 09 مئی کے بعد ان کا جو conduct رہا ہے اور ابھی جو یہ کر رہے ہیں اس سے صاف واضح ہے کہ انہوں نے کل قومی اسمبلی میں بھی lynching and mob burning کے خلاف قرارداد sign نہیں کی۔ ہم نے سرگودھا کی ایک resolution پیش کی کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ مذہب اور انتہاپسندی کو weaponise نہیں ہونا چاہیے، لوگوں کو اس طرح mob کا شکار نہیں بنانا چاہیے تو مجھے بتائیے کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے on record ابھی بھی اس resolution سے انکار کیا ہے۔ یہ اپنی ذات، اپنی ذات کی سیاست اور طالبان خان کے طریقہ کار کو پاکستان کی ریاست سے زیادہ بالا رکھتے ہیں جو بہت ہی خطرناک طریقہ کار ہے۔ لگتا ہے کہ انہوں نے کوئی سبق نہیں سیکھا ہے۔ اگر ابھی بھی وہ ہر چیز کو لسانیت پر لا رہے ہیں، ہر چیز کو فردواحد کے بارے میں لا رہے ہیں کیونکہ طالبان خان نے بار بار کہا ہے کہ TTP اور طالبان ہمارے دوست ہیں۔ ان کو دفاتر دیئے جائیں۔ یہ کیا چاہتے ہیں؟ جو 90-80 ہزار شہداء کی قربانیاں دی گئی ہیں جن میں ہمارے فوجی بھی ہیں، جن میں ہمارے civilians بھی ہیں، جس میں ہمارے بچے ہیں، ہماری خانقاہیں ہیں۔ یہ کیا چاہتے ہیں کہ وہ دور واپس آ جائے تاکہ انتشار کی سیاست کا ناسور اور پاکستان میں پھیلے۔ پارلیمان میں بیٹھنے کا یہ طریقہ نہیں ہے میڈم۔ آپ سب جانتے ہیں کہ یہ طریقہ

نہیں ہے، بجٹ پر اس وقت کوئی بات نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ لوگوں نے یرغمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یرغمال نہیں ہونے دوں گی۔ ملک میں معاشی اور اقتصادی استحکام تب ہی ہو گا جب law and orderیعنی قانون کی حکمرانی ہو گی۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: قانون کی حکمرانی کاآپ روز درس دیتے ہیں تو ہم آئین شکن تو نہیں ہیں کہ no confidence سے بچنے کے لیے ہم نے آئین شکنی کی۔ آپ چھوڑ دیں۔ اب آپ پھر ایسے موڑ پر آ گئے ہیں جب آپ پاکستان کے استحکام کے خلاف کھڑے ہو کر نامنظور، نامنظور کے نعرے لگا رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ سارا ملک آپ کے ہتھے لگا رہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ my way or the highway ہو اور اس وقت، اس خطرناک موقع پر جب ہم بجٹ پیش کر رہے ہیں اور مشکل بجٹ پیش ہو رہا ہے جس پر ہم سب نے سخت تنقید کی ہے لیکن آپ کیا چاہ رہے ہیں، آپ چاہ رہے ہیں کہ پاکستان ایک ایسی سرزمین ہو جائے جہاں اگر آپ کی حکمرانی نہیں ہے، آپ کی فرعونیت نہیں ہے تو آپ چاہ رہے ہیں کہ آپ اسے جلائیں، اسے طالبان اور TTP forces سے گھیر نے دیں، ملک دشمن قوتوں کو فروغ دینے کے لیے آپ تیار ہیں، لگتا تو یہی ہے۔ مجھے یہ سن کر shock ہوا ہے کہ کل قومی اسمبلی میں آپ نے mob lynching اور مذہب کے غلط استعمال کے خلاف آواز تک نہیں اٹھائی۔ آپ نے مشروط کیا اپنی سیاست کے ساتھ اپنی شمولیت کو اور اس قرارداد پر آپ نے دستخط نہیں کیے۔ آج بھی آپ کھڑے ہیں جب پاکستان کی سرزمین خطرے میں ہے۔ آج بھی آپ کھڑے ہو کر یہی کر رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت نہ چلے، آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں استحکام واپس نہ آئے۔ پاکستان میں معیشت کے پہیے کیسے چلیں گے اگر پھر سے وہی حالات ہوں گے جو ہم نے 2008 میں دیکھے تھے۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ سوات میں دہشت گردی کا جھنڈا ایسا اٹھا تھا کہ محترمہ شہید، اللہ انہیں جنت نصیب کرے، انہوں نے کہا کہ سوات میں اگر پاکستان کا جھنڈا ہٹایا گیا ہے، سفید اور کالے جھنڈے لگائے گئے تو میں ہٹاؤں گی، آپ ہٹائیں گے اور وہ ان کا آخری جلسہ تھا۔ انہوں نے شہادت کا پیالہ نوش کیا اور اس طرح کا conduct ان تمام شہادتوں کی نفی کرتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ ایک political party کا رویہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ خود ایک گروہ اور mob کا

رویہ ہوتا ہے۔ اہل تشیع ہو، religious minority ہو، کوئی بھی ہو، اس کے خلاف انہوں نے کل resolution sign نہیں کیا، ان کے تحفظ کے لیے قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اب میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ یہ کون سے بجٹ کی بات کرنے آتے ہیں۔ جب ان کا ایک صوبہ جل رہا ہے، ان کے خیبر پختونخوا کا Chief Minister وہاں اس کمیٹی میں بیٹھا تھا، بھئی پارلیمان میں لانا ہے تو طریقے سے بات کیجیے، ہر چیز پارلیمان میں آ جائے گی لیکن آپ نے نہیں کرنا۔ آپ نے صرف انتشار پھیلانا ہے اور بجٹ کی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد آگے لے جانے ہیں اور آپ کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے اجازت لیتی ہوں کہ resolution پیش کی جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Please.

Resolution moved by Senator Sherry Rehman condemning the recent mob lynching in Swat and Sargodha of persons accused of offences pertaining to religion

Senator Sherry Rehman: The House unequivocally condemns the recent mob lynching in Swat and Sargodha of persons accused of offences pertaining to religion;

The right to life is the most fundamental right as guaranteed by the Constitution of Pakistan and must remain inviolable;

The House, therefore, urge the Federal and Provincial Governments to ensure the safety and security of all persons living in Pakistan, including religious minorities and vulnerable communities;

The House also demands the Provincial Governments of Khyber Pakhtunkhwa and Punjab to take all measures to ensure that the persons involved in these heinous crimes are identified, investigated and prosecuted without loss of any time;

The House also expects that the court dealing with these cases shall ensure justice as per timelines provided in the law. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جو قرارداد شیری رحمان صاحبہ نے پیش کی ہے، میں اس قرارداد کو ایوان کی رائے کے لیے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

<u>Adoption of report of the Standing Committee on Finance and Revenue regarding the recommendations on the Finance Bill, 2024-25</u>

جناب ڈپٹی چیئرمین: قرارداد منظور کی جاتی ہے۔ جی، سینیٹر سلیم مانڈوی والا، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے خزانہ recommendations پیش کریں۔

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue, to move that the recommendations on the Finance Bill, 2024, containing the Annual Budget Statement, as reported by the Committee, be adopted.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کی جاتی ہے کہ مالیاتی بل 2024 بشمول بجٹ گوشوارے اور سفارشات کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منظور ہے۔ اب میں ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر سید فیصل علی سبزواری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

<u>Senator Syed Faisal Ali Subzwari</u>

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: بہت شکریہ، جناب ڈپٹی چیئرمین۔ گفتگو چونکہ بہت ساری ہو چکی ہے اور میری خواہش تھی کہ فنانس کمیٹی کی recommendations سے پہلے میں بات کر سکتا تو بہت ساری چیزیں جو میں کہنا چاہتا تھا وہ یہاں پر ہمارے فنانس کمیٹی کے دوستوں نے اور خاص کر سلیم مانڈوی والا صاحب نے پیش بھی کر دی ہیں لیکن پھر دوبارہ ان کو دہرانا ضرور چاہوں گا۔ محترم وزیر خزانہ صاحب بھی موجود ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ پاکستان کی مشکلات کے بارے میں کسی کو اندازہ

نہیں ہے۔ یہ مشکلات میں گھرا ہوا ملک ہے۔ سب کو علم ہے۔ معیشت کی انتہائی ابتر صورت حال ہے۔ وہ ایک دو سال کی نہیں، پانچ دس سال کی بھی نہیں بلکہ یہ نصف صدی کا قصہ ہے۔ اس سے بھی پہلے کی بات ہے۔ جناب چیئر مین! اگر ہم simple book keeping کریں۔ اگر جو دستیاب ہمارے پاس tax collection کے Heads ہیں اور ان پر ہم جائیں اور وہی taxes کی بھرمار کرتے رہیں تو پھر یہ مسائل حل نہیں ہوتے۔ 1960 کی دہائی میں امریکہ کے صدارتی امیدوار سے پوچھا گیا کیونکہ ان کے tax cut کا سیاسی نعرہ ہوتا ہے کہ جناب! آپ کیا کریں گے اگر tax cut کے باوجود بھی معیشت میں بہتری نہیں آئی تو انہوں نے کہا کہ میں مزید taxes کو کم کروں گا۔ آج سے چند برس قبل ہمارے سابق ساتھی مفتاح اسماعیل صاحب جب وزیر خزانہ تھے تو انہوں نے ایک بڑا اچھا فیصلہ کیا تھا کہ تنخواہ دار طبقے پر ٹیکس کی چھوٹ کو بڑھا دیا یعنی قابل ٹیکس آمدنی کی حد بڑھا دی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جو کر رہے ہیں ان سے آپ کے وسائل تو کم ہو جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ جس آدمی کو سال کے پانچ دس ہزار چھوٹ ملے گی اس نے کونسا پلازہ یا پلاٹ خرید لینا ہے۔ اس نے اس سے روزمرہ کی چیزیں خریدنی ہیں جس سے معیشت کا پہیہ چلتا ہے۔ اس لیے ہمارے نہایت قابل احترام ساتھی وزیر خزانہ صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی تنخواہ دار طبقے کی جو قابل ٹیکس آمدنی کی حد ہے اس کو بڑھایا جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔ ان کے tax slabs rate میں جو اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں کمی لانی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کس culture کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ جناب چیئر مین! آپ ہم سے زیادہ اور ہم بھی بہت سارے لوگوں کو جانتے ہیں جو اپنے employers سے جا کر کہتے ہیں اچھا آپ مجھے صرف ایک لاکھ روپے مہینہ اکاؤنٹ میں دے دیجیے۔ باقی آپ مجھے اکاؤنٹ کے بغیر دے دیجیے۔ ایسی کئی کمپنیاں ہیں جو اپنے ملازمین کو پاکستان سے باہر salaries دے رہی ہیں اور وہ لوگ خوش ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم ٹیکس میں چھوٹ دیں گے تو زیادہ سے زیادہ لوگ tax net میں آئیں گے۔ جتنا ہم زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگاتے جائیں گے اتنے زیادہ لوگ ادہر ادہر بھاگیں گے۔ میرے خیال میں export based جو industry ہے وہ اپنے final tax regime پر بہت خوش تھے۔ اب ان میں سے بہت ساروں کا ماننا یہ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ topline پر 1% sufficient تھا۔ اب اگر ان کو normally treat کیا جائے گا تو وہ

کہتے ہیں کہ ہماری competitiveness جائے گی۔ آپ کی import goods ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی بڑا مسئلہ ہے۔ Import کو پالیسی سے curb کرنا چاہیے نا کہ import duty سے۔ کونسی چیز آنی چاہیے، نہیں آنی چاہیے۔ یہ ریاست طے کرے۔ Of course Pakistan can't be run like Dubai. Trade-based economy پر یہ نہیں ہونا چاہیے جو ماضی کی حکومتوں میں ہوا ہے۔ ان کے چالیس، پچاس فیصد تک taxes میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر نظر ثانی کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔

جناب چیئرمین! تنخواہ دار طبقے کے لیے میں دوبارہ بہت دردمندی سے گزارش کروں گا۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلی حکومت میں Retailers پر ٹیکس کی بات ہوئی تھی۔ ہم میں سے بہت سارے دوست کابینہ کا حصہ تھے۔ انہوں نے احتجاج کیا اور حکومت کی طرف سے آنا شروع ہو گیا۔ نہیں، نہیں یہ سو روپے ایک دن کا ٹیکس بھی نہیں دیں گے۔ تین ہزار روپے مہینہ کے حساب سے یہ ٹیکس نہیں دیں گے۔ آپ ان کو چھوڑ دیں۔ کیوں؟ ان کی نمائندگی ہے اور ان کی associations ہیں۔ تنخواہ دار طبقے کی کوئی association نہیں ہے۔ وہ آ کر کہاں پر احتجاج کریں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے دعوت دیتا ہوں کہ جناب آئیں اور احتجاج کریں۔ اگر وزیر خزانہ صاحب، کابینہ اور قومی اسمبلی کسی بھی وجہ سے ہماری بات کو نہیں مانتی تو آپ احتجاج کریں ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر احتجاج کریں گے۔ This is not on کہ جو لوگ خاموشی سے اس لیے ٹیکس دے رہے ہیں کیونکہ وہ ٹیکس چھپا نہیں سکتے۔ کوئی window dressing وہ کر نہیں سکتے۔ کوئی اکاؤنٹنٹ ان کے آگے پیچھے معاملات کر نہیں سکتا۔ ان کو نہیں دبایا جائے گا۔ Again مجھ سے کہیں زیادہ، سابق وزیر خزانہ اور موجودہ وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ سب احباب کو مجھ سے زیادہ علم ہے کہ جن طبقات پر ٹیکس نہیں ہے اور جن مدوں میں ٹیکس نہیں ہے وہاں پر لگنا چاہیے۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ income پر ٹیکس لگے۔ Irrespective of its generation, its source, income پر ٹیکس لگائیں۔ آمدنی پر ٹیکس لگائیں۔ جب میں یہ بات کرتا ہوں تو ہمارے بہت سارے دوست جن کا تعلق زراعت سے ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ زراعت کے خلاف بات کرتے ہیں۔ نہیں، بالکل زراعت کے خلاف بات نہیں کر رہا ہوں۔ زراعت کو آپ نے incentivize کرنا ہے اور کیا گیا ہے۔ اس مرتبہ شاید

ٹریکٹر پر دس فیصد ٹیکس لگے گا۔ ورنہ بیج سے لے کر کھاد تک، ٹیوب ویل اور قرضوں پر ہر جگہ پر سہولیات دی گئی ہیں۔ Minimum support price ہے۔ ساری کی ساری چیزیں موجود ہیں۔ باردانہ اور بوری یہاں تک کہ ہر چیز پر سہولت دی گئی ہے۔ میں کیا کروں؟ میں ایک شہر میں پیدا ہوا اور وہاں پر رہائش اختیار کی ہے۔ میرا حلقہ انتخاب شہر ہے۔ وہ مجھے سے کہتے ہیں کہ تم گندم کی minimum support price بڑھا دو۔ میں کیا کروں؟ پھر مجھے آٹے کے لیے rationing کروا کے دو۔ وہ میں نہیں کروا سکتا۔ Having said that جس طریقے سے آپ کم آمدنی والے طبقے پر، salaried class پر ٹیکس کم کر دیتے ہیں۔ اسی طریقے سے غریب ہاری کو، غریب کسان کو ٹیکس کی total exemption دیجیے۔ اس کے لیے چیزوں کو subsidize کیجیے لیکن جناب! یہ تو نہ کریں کہ ایک شخص کے پاس ایک mansion ہے، اس کے پاس ایسی ایسی گاڑیاں ہیں، جن کا نام بھی میری زبان سے نہیں نکل سکتا اور اس کا ٹیکس کتنا ہے؟ میرے گھر میں مجھ سمیت تین تنخواہ دار لوگ ہیں، ہمارا ٹیکس ملا کر ان سے زیادہ ہے۔ یہ جو disparity ہے، یہ جو عدم مساوات ہے، .it is boiling right now لوگ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں۔ بات کی جاتی ہے کہ آئین کی protection ہے کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس نہیں لگ سکتا۔ بالکل۔ .I agree to that کیا کل terrorism کے حوالے سے ایپکس کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہوئی ہے؟ جب آرمی پبلک اسکول کا سانحہ ہوا تھا، کیا آرمی چیف سے لے کر تمام سیاسی جماعتیں نہیں بیٹھی تھیں؟ جب آرمی چیف کی extension کا مسئلہ آیا تھا تو کیا ساری جماعتیں نہیں بیٹھی تھیں؟ آئین میں ایک چیز تھی، .it might have worked for us .It is not working for us right now میں یہ نہیں کہہ رہا کہ کسی بھی غریب ہاری پر ٹیکس لگایا جائے لیکن براہ مہربانی، جس کی آمدنی زیادہ ہے، اس پر ٹیکس لگایا جائے۔ I can prove it with numbers میں نے دو سال پہلے بھی یہاں پر کہا تھا۔

مثال کے طور پر میں اپنے صوبے کی بات کرتا ہوں۔ اس مرتبہ میں نہیں دیکھ سکا لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے صوبے، صوبہ سندھ میں تین ٹریلین کا بجٹ ہے۔ زرعی آمدنی پر tax collection ایک ارب سے زیادہ نہیں ہوئی ہوگی۔ پنجاب کی بھی یہی صورت حال ہوگی۔ GDP دیکھیں تو کوئی 22 فیصد کے لگ بھگ آپ کی مجموعی قومی پیداوار میں زراعت کا حصہ ہے۔

National tax pool دیکھیں تو less than one per cent آرہا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ عدم مساوات ہے۔ .The numbers don't match براہ مہربانی، جس کی معیشت میں جتنی contribution ہے، retailer ہے، اس کو tax net میں لائیں۔ آپ کو کسی بھی black mailing سے بچانے کے لیے ہم کھڑے ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب آپ اس پر ٹیکس لگانے کے لیے جائیں گے تو وہ کہے گا بھئی، اس سے تو نہیں لے رہے، اس کا محل ہے، وہ اتنی بڑی گاڑیاں چلا رہا ہے، اس کے پاس تو private jets ہیں، ہیلی کاپٹرز ہیں۔ وہ ٹیکس، آبیانے کے نام پر، اسی طریقے سے land tax کے نام پر اور مختلف چیزوں کے نام پر، ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ taxes کی ruthlessness کو کم کریں۔ Indirect taxes are the most ruthless taxes. غریب آدمی صابن خرید رہا ہے، وہ 18 فیصد ٹیکس دے رہا ہے۔ غریب آدمی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز حتیٰ کہ بچے کے لیے پینسل خرید رہا ہوگا، اسٹیشنری پر بھی لگا دیا ہے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ indirect taxes کو اسی وقت کم کر سکتے ہیں، آپ petroleum development levy لگا رہے ہیں، آپ دیگر taxes لگا رہے ہیں، اسی لیے لگا رہے ہیں کہ آپ direct tax نہیں collect کر پا رہے۔ آپ کے پاس جو direct taxes کے avenues ہیں، جو آج تک untaxed ہیں، وہ کم سے کم ہیں۔ اگر کوئی constitutional issue ہے تو سب کو بٹھائیں۔ .I propose that ساری جماعتیں بیٹھیں۔ یہ تو کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آرمی چیف بیٹھیں، SIFC بیٹھے، اس معاملے کو لے کر آئیں، سارے صوبوں کے وزرااعلیٰ بیٹھیں۔ چلیے صوبوں کے behalf پر FBR collect تو کرنا شروع کرے۔

پہلے جس طرح وفاقی حکومت، صوبوں کے behalf پر general sales tax on services, collect کرتی تھی، میں اس کی چھوٹی سی مثال آپ کو دوں۔ سال 2009 میں صوبہ سندھ کا خدمات میں سیلز ٹیکس کا جو share تھا، وہ 9 ارب روپے تھا۔ اس مرتبہ وہ تقریباً 290 یا 300 ارب روپے ہے۔ درجنوں نئے taxes ہیں۔ لوگ یہ کہتے ہیں تو میں اس کے جواب میں کیا کہوں۔ میں خدمات پر بھی سیلز ٹیکس دے رہا ہوں، میں دوسرے federal taxes بھی دے رہا ہوں، پانی میں اپنا خرید رہا ہوں، سیکورٹی میں اپنی خرید رہا ہوں، سڑک میری نہیں بنی ہوئی۔

ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ پاکستان مشکلات میں ہے، کافی نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے، ہم اس ایوان کا حصہ ہیں، اس سے پہلے دیگر ایوانوں میں رہے ہیں، مشکلات ہیں لیکن مشکلات سے آپ tried and tested طریقوں سے نہیں نکل سکتے۔ We must think out of the box. آپ کو خرچے کم کرنا ہوں گے۔ یہاں جو میرے بہت سارے افسران دوست بیٹھے ہیں، ناراض ہوں گے لیکن گریڈ ایک سے سولہ تک کی تنخواہوں میں آپ نے 25 فیصد اضافہ کیا۔ آپ ایک سے سات گریڈ تک 25 فیصد کریں۔ اس کے بعد اور کم کریں۔ گریڈ سترہ اور اس سے اوپر کی اور کم کریں۔ وجہ یہ ہے، مجھ سے پرائیویٹ سیکٹر کا تنخواہ دار پوچھ رہا ہے کہ آپ 75 ارب روپے سے تنخواہوں میں اضافہ کر رہے ہیں جبکہ وہ اضافہ دینے کے لیے آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس کے لیے آپ قرضہ لے رہے ہیں اور قرضہ چکانے کے لیے آپ مجھ پر ٹیکس بڑھا رہے ہیں جو کہ مہینے کا پچاس ہزار روپے کماتا ہے۔ کیا چار لاکھ روپے کمانے والے سرکاری ملازم کی تنخواہ میں اضافے کو وہ بھرے؟ یہ عجیب سی بات ہے۔ اس لیے براہ مہربانی، اس چیز کو دیکھا جائے۔

ایک اور بات میں کرنا چاہوں گا۔ Again, since I am talking about out of the box solution ہو سکتا ہے کہ میں بالکل غلط بات کر رہا ہوں۔ تاج بھائی سے معذرت اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں لیکن پاکستان ایک فیڈریشن ہے۔ پاکستان کے federating units ہیں۔ وفاق ہے تو صوبے ہیں، اسی طریقے سے صوبے ہیں تو وفاق ہے۔ کیا آج کی تاریخ میں فیڈریشن viable ہے؟ آخری NFC کے بعد فیڈریشن کتنا کماتی ہے؟ NFC کے بعد بچتا کتنا ہے اور قرضوں میں کتنا دینا پڑتا ہے؟ وہ قرضے کن مدّوں میں لیے گئے تھے؟ ان کی repayment کیسے ہو رہی ہے؟ صوبوں کو ساتھ بٹھا کر فیڈریشن کی viability اور burden share کرنے کے لیے، کیا کوئی ترتیب ہونی چاہیے؟ یہ کون سی blackmailing ہے کہ صوبہ، IMF سے کہہ دے کہ اپنا surplus نہیں دوں گا۔ This is treason. صوبوں کا surplus اس ملک کا surplus ہے۔ مثال کے طور پر میں انکم ٹیکس بھی دے رہا ہوں، میرے والد کوئی کام یا بزنس کر رہے ہیں، میں general sales tax on services بھی دے رہا ہوں، میں انٹرنیٹ کنکشن پر بھی پیسے دے رہا ہوں، میں نے کوئی چھوٹی سی دکان کھولی ہے، میں سب صوبے کو دے رہا ہوں۔ میں پراپرٹی ٹیکس دے رہا ہوں، local taxes دے رہا ہوں۔ I

am getting nothing but Pakistan is not going anywhere despite of so many taxes. This is the issue. جو قرضوں کی repayment ہو رہی ہے، کیا صوبوں کو بھی اس میں engage کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ بہت سارے قرضے ایسے تھے کہ جو اٹھارھویں ترمیم سے پہلے لیے گئے ہوں گے۔ کیا اس میں کوئی engagement ہو سکتی ہے؟ بیٹھیں تو۔

ساتھ ہی ساتھ بہت criticism ہوتی ہے، معذرت کے ساتھ، واقعتاً ایسا ہے کہ میرے خیال میں تقریباً 2 ٹریلین کا فوج کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہ فوج کی قیادت سے بھی میری درخواست ہے کہ دیکھیں، وزیر خزانہ صاحب بھی بات کریں، پارلیمنٹ بھی بات کرے کہ جو قرضے curtail ہو سکتے ہیں، خاص طور پر pensions کی مد میں، اس کو دیکھا جائے کہ کس طریقے سے آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ Otherwise, it is an economic black hole. یہ جو سویلین اور ملٹری کی pensions کا اتنا بڑا بوجھ ہے، اس پر آپ کو غور کرنا چاہیے۔

میں ایک دو باتیں اور کرنا چاہوں گا، اس کے بعد اپنی گفتگو ختم کروں گا۔ Again, it is a matter of federation's concern as well کیونکہ اس سے service delivery متاثر ہوتی ہے۔ پنجاب نے اپنی بلدیاتی حکومتوں کے لیے، جو ہونی تو مقامی حکومتیں چاہییں لیکن ہمیں شوق ہے انہیں بلدیاتی ادارے بنانے کا، ان بلدیاتی اداروں کے لیے 857 ارب روپے رکھے ہیں جو کہ ان کے بجٹ کا 15.7 فیصد ہے۔ میرے صوبے کا بجٹ 3 ٹریلین کا ہے جبکہ سندھ حکومت نے اس مد میں 160 ارب روپے رکھے ہیں جو کہ محض 5.2 فیصد ہے۔ کراچی اس میں included ہے جو کہ ایک mega city ہے اور پاکستان کا financial capital ہے۔ اگر میں وہاں کے infrastructure پر بات نہیں کروں گا، اس پر invest نہیں کروں گا تو investment کو کیسے فروغ ملے گا۔ ہمیں investors کے لیے ایسے اقدامات کرنے چاہییں کہ ان کے لیے plug and play کا ماحول ہو۔ یہ زمین ہے، یہاں آپ نے پانی دیا، یہاں پر بجلی ہے، یہاں سڑک بنا کر دی ہے، یہاں سیوریج ہے، یہاں strong water drain ہے، آپ آئیں، subsidized rates کے اوپر زمین ہے، آپ یہاں آکر انڈسٹری لگائیں۔ ہم

نے اس کے الٹ کام کیا ہوا ہے کیونکہ ہم وہاں کے infrastructure میں invest نہیں کر رہے۔

آخری بات، ابھی جو قرارداد منظور ہوئی ہے، Chinese آئے ہیں تو ساری جماعتیں ان سے ملی ہیں۔ Chinese نے کہا کہ ہمارے لوگوں کی security کو یقینی بنائیں۔ معیشت کی بہتری تو دور کی بات ہے، لوگوں کو تباہی سے بچانا اور معیشت کی بحالی، سیکورٹی خدشات دور کیے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ابھی بات ہوئی کہ پختونوں کا قتلِ عام بند کرو۔ اس ملک میں مہاجروں کو، سندھیوں کو، بلوچوں کو، پختونوں کو، پنجابیوں کو، جہاں جس کا بس چلا سب نے مارا ہے اور مارتے ہیں۔ یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے لیکن یہ generalize کرنا کہ اگر دہشت گردوں کے خلاف کوئی کارروائی ہوگی تو وہ کسی قوم کے خلاف ہے، ایسا بالکل نہیں ہے، نہ ہونا چاہیے اور نہ ہوگا۔ یہ تو دیکھیں کہ پاکستان کی افواج، پاکستان کے سپاہی، پاکستان کی پولیس، پاکستان کے عوام، سندھ میں، بلوچستان میں، خیبر پختونخوا میں، سابقہ فاٹا میں جہاں بھی نشانہ بن رہے ہیں، ان کو روکنا چاہیے اور روکیں گے۔ Having said that بہت افسوس کے ساتھ، صرف اس Apex Committee کے اجلاس سے تو یہ نہیں ہوگا۔

آرمی پبلک اسکول کے واقعے کے بعد ایک National Action Plan بنا تھا۔ اس میں 21 points تھے، جن میں سے 19 یا 20 کی implementation کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں کی تھی۔ ان میں سے ایک point یہ تھا کہ کالعدم انتہا پسند تنظیموں کے خلاف کارروائی ہوگی۔ میں اس ہاؤس میں مطالبہ کرتا ہوں کہ کتنے صوبوں نے یہ کام کیا ہے۔ ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم پاکستان کی بڑی اچھی تصویر دینا چاہتے ہیں کہ کوئی investor آئے اور یہاں آکر کھڑا ہو۔ دس دن کے اخبارات اٹھالیجیے، پاکستان کے آئین میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ it is past and closed transaction. رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا، یہ ہم سب مسلمانوں کا ایمان ہے اور جب تک یہ نہ ہو تو ہمارا ایمان کامل نہیں ہے۔ ٹھیک ہے لیکن کچھ ہیں ایسے جن کو خدا نے ہدایت نہیں دی جو ان کا مذہب ہے، اب کیا کریں، ماردیں ان کو، ٹینکوں کے آگے کھڑا کر دیں؟ دس دن میں پولیس کراچی اور پنجاب میں ان کے گھروں میں گھسی ہے۔ پھر ہم نے کیا کیا۔ ہم نے قربانی کا گوشت نمل یونیورسٹی

کے ہاسٹل میں ایک differently-abled ہندو طالب علم کو کھلا یا۔ پھر ہم نے سوات میں توہین کا نام نہاد الزام لگایا اور ایک اور مسلمان کو مار دیا۔ اس سے پہلے ہم نے پنجاب کے مختلف شہروں میں کیا، کبھی گوجرہ میں کیا، کبھی کراچی کی کرسچن بستیوں میں کیا اور ان کو کوئی سزائیں نہیں مل رہی ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ investor یہاں پر آئے، جو غلطی سے اگر مسلمان نہیں ہوا، مسلمان بھی ہوا، کسی سے لین دین کا تنازعہ ہوا اور میں نے جھوٹی قسم کھا کر یا کسی نے بھی توہین کا اس پر الزام لگا دیا تو لوگ جلا دیں گے۔ اس طریقے سے تو investment نہیں ہو گی۔ اس طریقے سے معیشت بحال نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہم سب کو اس عفریت سے نمٹنے کے لیے یہ lips service بند کر کے کام کرنا ہوگا۔ ان انتہا پسندوں کے خلاف خواہ وہ کسی بھی extreme کے ہوں، جناب والا! وجہ اس کی یہ ہے کہ پاکستان کا نصاب درست طریقے سے پڑھانا شروع کریں۔ بتائیں کہ قائداعظم محمد علی جناح کون تھے، بتائیں کہ ان کی پہلی کابینہ کون تھی، بتائیں کہ ان کی پہلی Constituent Assembly کو کون chair کر رہا تھا۔ بتائیں کہ پاکستان کے لیے کس کی کتنی قربانیاں ہیں۔ بتائیں کہ جو بعد میں پاکستان کے چاچے مامے بن رہے ہیں کہ کس طریقے سے آپ پاکستان اور پاکستانیوں پر زیادتیاں کر رہے ہیں اور دین اسلام کو آپ بدنام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس ایوان کے توسط سے ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ concrete steps کے لیے ساری سیاسی جماعتوں کو بلائیں، ان کو بٹھائیں، نیشنل ایکشن پلان پر دوبارہ عمل درآمد کرائیں اور صوبائی حکومتوں سے پوچھیں اور وفاقی حکومت بھی پوچھے کہ ہم یہ apologetic رویہ اختیار نہیں کریں گے۔ الحمدللہ اس ملک کی اکثریت مسلمان ہے، اسے کسی بھی سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ میرا ایمان کتنا خالص ہے یا نہیں ہے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، فیصل سبزواری صاحب۔ سینیٹر فیصل واوڈا صاحب۔

Senator M. Fesal Vawda

سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! ہم نے بجٹ میں فنانس کمیٹی میں سلیم مانڈوی والا صاحب کی صدارت میں اور میرے ساتھیوں نے، مل کر آٹھ آٹھ، نو نو گھنٹے بیٹھ کر point by point دیکھ کر کام کیا۔ مانڈوی والا صاحب نے ہمیں کافی کام کروایا بھی ہے جو ہمارے لیے بڑا اچھا تھا لیکن کچھ چیزوں پر بجٹ سے متعلق ہی آپ کو highlight کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو یہ کہ بڑی بڑی تقاریر ہو رہی ہیں، حب الوطنی کے نعرے دیے جا رہے ہیں کہ operation کو defuse کیا جائے۔ پاکستان کسی کے والد کی جاگیر تو نہیں ہے جس میں کوئی اپنی political umbrella دے دے اور ہم دہشت گردی کو فروغ دینا شروع کر دیں۔ آپریشن تو ہوگا اور ہو کر رہے گا اور within ہوگا اور outside بھی ہوگا اور اس آپریشن کو ہم سب کو لبیک کہنا ہوگا کیونکہ ہمیں پاکستان کو ان دہشت گردوں سے بچانا ہے، نمبر ا۔

نمبر ۲۔ بجٹ تو ڈنکے کی چوٹ پر pass ہونے جا رہا ہے اور pass ہو کر رہے گا۔ ان کے اندر جو بھی کرنا چاہیں کرتے رہیں، اسی طریقے سے ڈنکے کی چوٹ پر پرائیویٹائزیشن optics بھی ہونی ہے، optics کے لیے آپ tables مارتے رہیں یا قومی اسمبلی میں بیٹھ کر گالیاں دیتے رہیں، جو acceptable نہیں ہے۔ جہاں تک بجٹ کے لیے ٹی وی، میڈیا کے لیے optics کیا جا رہا ہے، میں اس کو discourage کرتا ہوں اور condemn بھی کرتا ہوں کہ ایک طرف تو آپ اندر خانے ہاتھ ملا رہے ہیں اور دوسری طرف اسے ایک controversial چیز بنا رہے ہیں۔

میں وزیر خزانہ صاحب کی patience اور ان کی intelligence پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا وقت دیا، بڑا detail میں کام کیا۔ یہ بجٹ جن حالات میں بن رہا ہے، ان حالات میں کوئی بھی سیاسی جماعت ہوتی اور سب بھی مل جائیں تب بھی یہی بجٹ بننا تھا۔ اس بجٹ میں جو کوتاہیاں تھیں یا کوئی lapse تھی یا کوئی اور چیز تھی، وہ وزیر خزانہ صاحب نے بڑے غور سے سنی۔ ہم نے خاص طور پر investors کو protect کرنے کی بات کی ہے، hybrid گاڑیوں اور electric cars کا جو issue تھا، اس میں تو میں وزیر خزانہ کو blame نہیں کروں گا لیکن ٹھیک ہے وہ چیز ہم نے نکال لی۔ اس میں departments ایک دوسرے کو blame کر رہے تھے، انہوں نے بھی further clarify کر دیا۔ وہ most likely اسی طرح ہو جائے گا۔ اسی طریقے سے ہم نے وزیر خزانہ صاحب سے request کی ہے کہ پاکستان میں کیا سارے صوبے ایک طرف ہیں اور خیبر پختونخوا کا صوبہ ایک طرف ہے، ان پر tax slab کیوں جائے گا over a period of time, 18% جب سب کو دینا ہے تو پھر ان کو بھی دینا ہے اور دینا ہوگا اور دینا پڑے گا اور لے کر رہیں گے۔

ایک اور چیز جو ہماری کمیٹی نے approve کی ہے، میں نے مانڈوی والا صاحب سے درخواست کی تھی، Item No.7020.0090 یہ ایک Article Customs Act میں ہے جو Finance Bill کا حصہ نہیں، اس میں ہم نے recommendation کی ہے۔ میں اس کی further details میں نہیں جاؤں گا، اس میں 30% tax slab ہے، میرا خیال ہے کہ مانڈوی والا صاحب اس recommendation کو withdraw کر لیں گے کیونکہ code کے تحت کمیٹی نے دیکھا نہیں، کوڈ کے پیچھے جو decode کیا گیا ہے اور جس کو جو favour دینے کی کوشش کی گئی ہے، اس کو وزیر خزانہ صاحب اور سینیٹر مانڈوی والا صاحب کے سامنے بھی رکھ دوں گا۔ آخر میں نجکاری سے متعلق ہم وزیر خزانہ صاحب کو fully support کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ صاحب سے التجا ہے کہ وفاقی حکومت میں جو وزارتیں excess ہیں، ان کو فی الفور بند کیا جائے، اس expense کو cut down کیا جائے، جہاں ہمارے اوپر اتنا بوجھ ہیں وہاں 50 وزارتیں extra کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اور چیئرمین، قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کی اجازت سے، ہم آپ کے بجٹ کو fully support کرتے ہیں۔ یہ بجٹ کسی صورت نہیں رُکے گا، ڈنکے کی چوٹ پر ٹھوک بجاکے پاس ہونے جارہا ہے اور پاس ہوگا، ہم اپنے اپنے حصے کا tax burden لیں گے۔ اسی طریقے سے جو 18% کی تجویز ہے، وزیر خزانہ صاحب! Please make sure کریں کہ وہ 18% پورے پاکستان پر لاگو ہو، یہاں کوئی چار ٹانگوں والا اور آٹھ ہاتھوں والا نہیں ہے، کسی کو کوئی extra benefit نہیں دیا جائے گا۔

آپریشن کو ہم fully support کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ملک میں stability لائے گا۔ جو باتیں گھر گرانے کی ہوئی ہیں، میں ان details میں نہیں جاؤں گا لیکن 9 مئی کے واقعے کو بھی لوگ یاد رکھیں گے جس میں شہیدوں کے تمسخر اُڑائے گئے، قبریں اُکھاڑ دی گئیں، تنصیبات اُڑا دی گئیں اور اس وقت ماں، بہن اور بیٹیوں کے ساتھ جو ہوا۔ قومی اسمبلی میں پرسوں گھٹیا واقعہ، جو زبان استعمال کی گئی ہے، اس پر ہم سب کو action لینا چاہیے، ایسے ممبر کی suspension ہونی چاہیے اور جن بے حیا لوگوں نے اس کے پیچھے ڈیسک بجائے ہیں، آپ شرم سے ڈوب مریں۔ اگر ہم as a parliamentarian ہم اپنی ماں، بہن، بیٹیوں کی بات کرتے ہوئے وہ زبان استعمال

کر رہے ہیں تو ہم کیاماں، بہن اور بیٹیوں کی شرم رکھ رہے ہیں۔ اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے سے پہلے ہم سب اپنے گریبان میں دیکھ لیں۔ آخر میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور دوبارہ assurance دوں گا وزیر خزانہ صاحب کو کہ کسی قسم کی آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب آپ کو consensus کے ساتھ support کر رہے ہیں۔ آپ کی جو directions اور expectations ہیں، وہ آپ فی الفور کریں، کسی دباؤ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، پارلیمنٹ آپ کے پیچھے کھڑی ہے۔ جو amendments and negotiations ہوتی ہیں، وہ ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں اور ان کو آپ بڑے patiently address کرتے ہیں لیکن یہاں جن چیزوں کو کرنا ہے وہ فوراً کرنا ہوگا۔

وزیر خزانہ صاحب! آپ کے department میں بھی آپ کو بہت ساری چیزوں کو ہماری بہتری کے لیے change کرنی ہیں staring from State Bank to Finance Ministry and relative staff, direct or indirect, اس میں بھی آپ کو فی الفور action لینا ہے اور اس میں بھی ہم آپ کو fully support کریں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ! ایک منٹ۔ اب میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بجٹ پر اپنی wind up speech کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سب کو موقع دیں گے۔ جی وزیر صاحب۔

Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance

سینیٹر محمد اورنگزیب (وزیر برائے خزانہ): جناب ڈپٹی چیئرمین! میں بڑا مختصراً صرف شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس معزز ایوان کا۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please.

سینیٹر محمد اورنگزیب: جناب! میں ساری suggestions کے لیے حاضر ہوں۔ چونکہ یہاں بہت detail میں گفتگو ہوتی رہی ہے، میں کافی اجلاسوں میں یہاں خود بھی موجود رہا ہوں، میری ساری team یہاں پر موجود تھی۔ میں فرداً فرداً سب کا نام نہیں لینا چاہوں گا۔ معزز سینیٹرز

صاحبان کے comments ہمیں daily basis پر ملتے رہے ہیں، انہیں review بھی کر رہے ہیں اور ابھی جو recommendations آئی ہیں۔ میں خاص طور سلیم مانڈوی والا صاحب اور ان کے سینیٹرز کی ساری team کیونکہ انہوں نے ذکر کیا کہ بہت ہی کم مدت میں انہوں نے صبح سے لے کر رات تک جس intensity سے ساری associations کو سنا۔ FBR کی team وہاں موجود رہی ہے، میں خود وہاں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ یہ کوئی چھوٹا کام نہیں تھا to get all that feedback, انہوں نے اسے synthetize کرکے انہوں نے سفارشات دی ہیں۔ جیسے سلیم مانڈوی والا صاحب نے کہا کہ some recommendations are around the revenue measures اور ابھی دو معزز سینیٹر صاحبان نے بھی ان پر بات کی ہے، ہم اس پر ضرور review کریں گے۔ سلیم مانڈوی والا صاحب نے کہا کہ drafting کے معاملات تھے، ہم انہیں بھی پورا review کریں گے۔

میری اس معزز ایوان سے درخواست ہے کہ کل تک کا انتظار کرلیں کیونکہ winding up speech in the National Assembly ان شاءاللہ ہو گی، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو recommendations from the Senate Finance Committee آئی ہیں، آپ دیکھیں گے کہ ہم نے ان پر نہ صرف غور وخوض کیا ہے بلکہ ان میں سے کافی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم ان شاءاللہ آگے لے کر جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر منظور کاکڑ صاحب۔ سردار صاحب! آپ بیٹھ جائیں، اس کے بعد آپ کو سب سے زیادہ وقت دوں گا۔ جی۔

Points of public importance raised by Senator Manzoor Ahmed regarding (i) Raid on the house of Ex-Minister Moulana Allah Dad Khair Khwa from JUI and deporting the family; (ii) Incidents of violence and religious intolerance in the country

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ اور اس ایوان کی توجہ public importance کے ایک واقعے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! چار، پانچ دن پہلے ہنہ اوڑک میں چادر اور چاردیواری کی پامالی کی گئی، وہ میرا گاؤں ہے، وزیر برائے قانون بیٹھے

ہوئے ہیں، سن لیں۔ جناب والا! سمجھ نہیں آتی کہ اس گھر میں رات کے تین بجے police کا بغیر lady constable کے جانا، raid کرنا۔ یہ اس گھر پر raid ہوتا ہے جو مولانا اللہ داد خیر خواہ صاحب، JUI کے پندرہ سال پہلے وزیر تھے۔ ان کی بیٹی سابق حکومت میں MPA تھیں۔ جب ان کے گھر پر raid ہوتا ہے تو تمام گھر والوں کو جن میں دو سال کا بچہ، پانچ سال کا بچہ، خواتین سب کو اٹھا کر deport کر دیا جاتا ہے۔ مجھے اس ملک اور معاشرے کی بے حسی سمجھ نہیں آتی۔ مولانا اللہ داد خیر خواہ صاحب کو سب جانتے ہیں کہ وہ ہنہ اوڑک کے رہنے والے ہیں۔ جب دس، پندرہ سال پہلے وہ وزیر تھے، جب scrutiny ہو رہی تھی تو اُس وقت آپ کو معلوم نہیں ہوا کہ یہ مہاجر ہیں، ان کا تعلق افغانستان کے ساتھ ہے۔ آپ پوری family کو اٹھا کر deport کر دیتے ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہوگا۔ NADRA کس لیے بیٹھی ہے؟ NADRA والے دس ہزار، پندرہ ہزار، بیس ہزار روپے میں شناختی کارڈ، passport سب کو issue کر کے دے دیتے ہیں۔ ہم ان کے خلاف تو کبھی بھی بات نہیں کرتے، نہ ان کے لیے ہم سزا و جزا رکھتے ہیں۔ انہوں نے تو اس کو کاروبار بنا لیا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس سے سارا پاکستان بدنام ہو رہا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی لوگ جاتے ہیں وہ پاکستان کا passport بڑی آسانی کے ساتھ بنوا کر چلے جاتے ہیں اور وہاں جو کچھ ہوتا ہے، اس سے پاکستان بدنام ہوتا ہے لیکن جب دیکھا جاتا ہے تو ان کا پاکستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جب آپ NADRA کے system نہیں رکھیں گے اور آپ لوگ ان لوگوں کو deport کریں گے۔ اس پر وہاں احتجاج بھی ہوا، وہاں چار، پانچ دن roads بھی block رہے۔ میں اس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب والا! اس کے ساتھ اگر ہم دیکھیں کہ سوات میں جو واقعہ ہوا، اس سے پہلے سری لنکا کا ایک شہری تھا، اُس سے پہلے کراچی، سندھ، سانگھڑ کے علاقوں میں، میں کسی کے خلاف ہوں تو میں اس پر فتویٰ دے دیتا ہوں یا میں کہتا ہوں کہ اس نے تو قرآن پاک کی توہین کی ہے تو آپ سب اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں، نہ اس کے بچوں کو چھوڑتے ہیں، نہ اس کے گھر کو چھوڑتے ہیں اور نہ اس کے خاندان کو چھوڑتے ہیں۔ کیا ہمیں اسلام یہ درس دیتا ہے؟ کم از کم اس چیز کی جانچ پڑتال تو ہونی چاہیے کہ آیا یہ بات ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اس سے ہمارا کیا image جا رہا ہے، اس سے پاکستان کا کیا image جا رہا ہے، ہم دنیا کو اس سے کیا message دے رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ رہنے والے اقلیت کے

لوگ safe نہیں ہیں۔ اس کی ماں کا social media پر interview آتا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو عاق کیا ہوا ہے لیکن میں سُنی اور مسلمان ہوں۔ اس سے دردناک کیا باتیں ہو سکتی ہیں؟ کیا ہم ان کو اسی طرح چھوڑ دیں، سزا و جزا کا معاملہ نہ کریں تو شاید کل میں یہاں پر کھڑا ہوں، میرے خلاف وہ کہہ دیں کہ میں نے یہ بات کر دی ہے۔ خاص طور پر ہمارا media, technology یہ صحیح direction کی طرف نہیں جا رہی۔ ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہو گا اور اس پر سوچنا ہو گا۔

جناب والا! اگر ہم دیکھیں کہ fake videos اور fake چیزیں آ رہی ہیں، یہ ہمارے لیے اور تباہی کا باعث بنیں گی۔ یہاں جو بھی تقریر کرے گا، چہرہ آپ کا ہو گا، آواز کسی اور کی ہو گی اور کل آپ پر یہ فتویٰ لگے گا۔ خدارا! ہمیں اس پر کام کرنا چاہیے۔ جب تک حکومت کی writ نہیں ہو گی، جب تک انصاف نہیں ہو گا، جب تک سزا اور جزا نہیں ہو گی تو ہمارا یہی حال ہوتا رہے گا، پاکستان دنیا میں بدنام ہوتا جائے گا۔ آپ کا investor کہاں سے آئے گا؟ کون آپ کے پاس investment کرنے کے لیے آئے گا؟ اونٹ کے ساتھ ایک واقعہ ہوا، وہ جانور ہے، بالکل تکلیف میں ہے، جب اس کی ٹانگ کٹی تو social media پر ہم نے کیا حال مچایا۔ یہاں بچوں کے rape ہوتے ہیں، یہاں بچیوں کے rape ہوتے ہیں، یہاں انسانوں کو زندہ جلایا جاتا ہے لیکن ہم بے حس بیٹھے ہوئے ہیں اور اس پر کوئی بات نہیں کرتے۔ آئیں مل کر ہم اس پر کام کریں، ہم اس کے لیے اچھی قانون سازی کر لیں اور حکومت کی writ مضبوط کریں، قانون کی writ مضبوط کریں تب جا کر ہم ان چیزوں سے چھٹکارا پا سکتے ہیں نہیں تو خدانخواستہ پاکستان جس دہانے پر کھڑا ہے، آج ہم بجٹ پر بات کر رہے ہیں، آج ہم بجٹ کے خسارے کی بات کر رہے ہیں، آج ہم taxes کی بات کر رہے ہیں، آج ہم دنیا کو کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں آ کر investment کریں۔ آپ کے ہاں آ کر کون investment کرے گا؟ جب Chinese delegation آیا تھا تو ان کی first priority یہی تھی کہ اگر امن ہو گا تو سب کچھ ہو گا۔

اب یہاں operation کی بات ہوئی ہے، لازمی operation ہونا چاہیے کیونکہ ہم نے اس ملک کو دہشت گردی سے پاک کرنا ہے۔ جب ہم اسے دہشت گردی سے پاک کریں گے تو تب ہم اپنے اہداف حاصل کریں گے، تب ہم اپنے goals achieve کریں گے۔

جناب والا! آپ اس حوالے سے ruling دیں۔ جناب والا! یہ ہمارے لیے، ہمارے بچوں کے لیے، ہمارے ملک کے لیے، ہمارے مستقبل کے لیے اچھا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، کاکڑ صاحب۔ سردار عمر گورگیج صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Sardar Al Haj Muhammad Umer Gorgaij regarding ban on gas connections and lack of amenities for the people of Balochistan

سینیٹر سردار الحاج محمد عمر گورگیج: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔
اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ‏ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ‏ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ‏ ﴿۳﴾ جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی۔ میں نے جو بات کی کہ پیچھے بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی chance دیں، یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم سب اس ایوان میں ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ایک حیثیت کے مطابق سب کو دیکھنا چاہیے، جو لوگ پیچھے ہیں یا آگے بیٹھے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ پیچھے والے بالکل خاموش بیٹھے رہیں۔ یہ لوگ بھی ان ہی اضلاع، ان ہی صوبوں سے آئے ہیں، ان کی بھی تکالیف کا ذکر یہاں ہونا چاہیے تاکہ بات وہاں پہنچے۔ بجلی بلوچستان کی ہے، ہماری زراعت ختم ہو رہی ہے۔ پہلے subsidy تھی، اب کہتے ہیں کہ ہم شمسی توانائی لائیں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ شمسی توانائی نہ لائیں، اچھی بات ہے، آپ لائیں۔ جب تک آپ شمسی توانائی نہیں لائیں گے اس وقت تک آپ انہیں پوری بجلی تو دیں، چھ گھنٹوں کا معاہدہ ہوا ہے، اس کے مطابق بھی زمینداروں کو بجلی نہیں مل رہی۔ بلوچستان محرومی کا شکار ہے۔ آپ دیکھیں سوئی سدرن گیس جو بلوچستان کے علاقے سوئی سے نکلتی ہے، آپ check کریں کوئٹہ سٹی کے علاوہ ہمارے کون سے districts میں LPG plant لگا ہے یا گیس دی گئی ہے۔ ,LPG plant جب جناب یوسف رضا گیلانی صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں وزیر اعظم تھے اس وقت انہوں نے تین plant لگائے ہیں اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ban ہے، بھائی اس میں کونسی پابندی؟ جب بلوچستان سے گیس نکل رہی ہے وہ گیس پنجاب بھی آتی ہے، سندھ بھی آتی ہے اور خیبر پختونخوا میں بھی آتی ہے، یہ صرف بلوچستان کے لیے ban ہے؟ میں کہتا ہوں ban لگانا بلوچستان کے عوام کے لیے ایک بے عزتی کا مقام ہے۔ گیس ہمارے گھر سے نکل رہی ہے آپ وہاں پر ہی ban لگاتے ہو؟ اس ban کو ختم کروانے میں ہمارے سارے

معزز اراکین تعاون کریں جس سے یہ banایک بار ختم ہو جائے، بجٹ بعد میں ہے۔

جناب چیئرمین ! سونا اور تانبا چاغی سے نکل رہا ہے۔ پتا نہیں بلوچستان کو اس کا shareکتنا مل رہا ہے، وفاق کو کتنا share مل رہا ہے اور جو کمپنی ہے اس کو کتنا share مل رہا ہے؟ جو ہمارے سرہانے کے نیچے ہے، ہمیں پتا ہی نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ سیندک اور ریکوڈک پروجیکٹ کا جو agreement ہے اس کے بارے میں ہمیں معلومات ہونی چاہیں، ہمیں بتایا جائے کہ districtکا کتنا حق ہے، اور کتنا دیا جارہا ہے، ایک یہ اور دوسرا banختم کرنا چاہیے۔

جناب والا ! ہمارے پاس بجلی نہ ہونے کے برابر ہے، انہوں نے صرف تین گھنٹے بجلی دی ہے۔ کیا زمینداری تین گھنٹوں پر چل سکتی ہے؟ نہیں چل سکتی۔ میں نے بجٹ کو دیکھا ہے، بجٹ بن کر آیا ہے، اس بجٹ میں بلوچستان کے لیے جو کچھ ہے، آپ سب ممبران دیکھیں، بلوچستان کے لیے کیا رکھا گیا ہے؟ اس میں نہ تعلیم کے لیے فنڈ رکھا گیا ہے اور نہ ہی صحت کے لیے رکھا گیا ہے۔ اگر اکا دکا روڈ ڈالا گیا ہے میں اس کے بارے میں نہیں کہتا باقی تعلیم اور صحت کے لیے بالکل nil ہے۔

جب جناب نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے چاغی میں ایٹمی دھماکہ کیا، انہوں نے کبھی مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ یہاں کے پانی میں کیا بیماری ہے، کسی کے گردے خراب ہیں، کسی کے گلے خراب ہیں، کسی کے کان خراب ہیں اور کسی کی آنکھیں خراب ہیں، کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کسی نے بھی اس divisionکو مڑ کر نہیں دیکھا کہ بھائی یہاں پر اتنا بڑا دھماکہ ہوا ہے اور اس divisionکا پانی اس طرف بھی جاتا ہے اور اس طرف بھی جاتا ہے، ان سے کوئی بھی پوچھنے والا نہیں؟ یہاں پر نائب وزیر اعظم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میں ان سے request کرتا ہوں کہ وہاں پر ایک ہسپتال ہونا چاہیے اور پانی کی researchہونی چاہیے تاکہ یہ بیماری رخشان ڈویژن سے دور ہو جائے۔

جناب والا ! اب بجٹ پر آتے ہیں، جب بجٹ بنا، ہمیں تو پہلے ہی دینا چاہیے تھا۔ اس بجٹ میں غریب طبقے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، سوائے taxکے غریب کے لیے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ اب چاغی میں گندم پڑی ہوئی ہے، بلوچستان کی گندم کو کوئی خریدتا ہی نہیں۔ جب آپ کے پاس گندم خود پیدا ہوتی ہے تو آپ کو باہر سے گندم لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اب زمیندار کیا کاشت کرے؟ زمینداروں کا قتل ہوا ہے۔ زمیندار کو تین گھنٹے بجلی دی جارہی ہے۔ آپ یہ مہربانی کریں جب تک

آپ ان کو سبسڈی نہیں دے رہے تب تک آپ ان کو چھ گھنٹے بجلی دیں، ان کا جو حق ہے ان کو ملنا چاہیے۔ بلوچستان کا بڑا رقبہ ہے یہ چھوٹا رقبہ نہیں ہے۔ میرے خیال سے ایک ایم این اے کا رقبہ 700 کلومیٹر ہے اور 400 کلومیٹر چوڑائی ہے۔ میرے خیال سے پنجاب سے ایسے علاقے کے پندرہ ایم این اے ہوتے ہیں۔ میں اب سینیٹر ہوں، اس سے پہلے میں نے الیکشن لڑا ہے، ایم این اے elect ہوا ہوں اور وفاقی وزیر بھی رہا ہوں۔ بلوچستان کے عوام مجھے اب بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ بھائی آپ نے اس وقت اتنا کام کیا ہے، آپ اب بھی ہمارے لیے کام کرو۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ آپ سینیٹ میں ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ تو حکومت میں ہیں، آپ کا ایوان بالا ہے، ایوان بالا میں بیٹھ کر کیا ہم عوام کی خدمت کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے؟ ہمارے ڈپٹی وزیر اعظم صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بحیثیت سینیٹر ہم بھی عوام کو جواب دہ ہیں۔ لوگ ہم سے بھی پانی مانگتے ہیں، ہم سے بجلی کے لیے ٹرانسفارمر مانگتے ہیں، ہم کہاں سے پورا کریں؟ کل اگر ہم دوبارہ الیکشن کے لیے جائیں گے تو عوام ہمارے گلے کو پڑیں گے کہ بھائی آپ نے ایوان بالا میں جا کر ہمارے لیے کیا کیا؟ اس کا جواب کون دے گا؟ بجٹ جو بن گیا ہے ہم اس پر کیا کہیں؟ ہم request ہی کرتے ہیں کہ بلوچستان کی محرومی کو دیکھ کر اس میں کچھ add کرنا چاہیے۔ باقی گیس پر جو ban لگایا گیا ہے یہ ban فوری طور پر ہٹایا جائے۔ ہم LPG plant لگائیں گے، ہم ایران سے لائیں گے۔ بلوچستان سے جو گیس نکلتی ہے وہ نہ دیں، اگر ایران سے کراچی اور پنجاب تک آ سکتی ہے پھر یہ تو ہمارے گھروں سے گزر کر جاتی ہے۔ مہربانی کرکے صرف یہ ban ہٹادیں اور ہمارے لیے اضلاع میں LPG plants لگائیں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ سردار گورگیج صاحب۔ سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ۔

Speeches on the Finance Bill, 2024-25

Senator Khalida Ateeb

سینیٹر خالدہ اطیب: شکریہ، جناب چیئرمین! کافی دیر انتظار کے بعد بالاخر میرا نمبر آیا۔ بہت سارے ایسے موضوعات جن پر میں بات کرنا چاہتی تھی، میرے ساتھی سینیٹرز اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں لیکن میری ذمہ داری ہے کہ میں ان کو دوبارہ point out کروں کہ اتنے مشکل ترین حالات میں اتنا perfect budget بنانا یقیناً وزیر خزانہ کا ایک بہت بڑا credit ہے کہ انہوں نے اتنے خراب حالات میں ایسا بجٹ پیش کیا لیکن اس میں جو بھی چیزیں مجھے لگیں کہ نہیں

ہونی چاہیں، ان میں ایک تو سب سے پہلے سرکاری ملازمین کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں اور میرے خیال سے سلیم مانڈوی والا صاحب نے اس کو clear بھی کیا ہے کہ سرکاری ملازمین پر tax نہ لگایا جائے۔ دیکھیں ایک محدود آمدنی والے طبقے کو تو ہم tax میں شامل کر رہے ہیں لیکن جو جاگیردار ہیں اور جو بڑے بڑے کاروباری لوگ ہیں، جو tax filer نہیں ہیں۔ جیسے کل میرے ایک بھائی نے شعر پڑھا تھا کہ اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا۔ جو tax دے رہا ہے وہی tax دے رہا ہے اور جو جس کو tax سے چھوٹ دی گئی ہے ان پر tax نہیں لگایا جارہا۔ یہ غلط طریقہ ہے سب کو tax کے دائرے میں لے کر آنا چاہیے تاکہ پاکستان کی economy برابر ہو۔ ہمارے پاس جو ہر لحاظ سے دو طبقے بنے ہوئے ہیں یہ ملک کو گھن کی طرح کھا رہے ہیں، ہمیں اس سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔ سرکاری ملازمین پر جو tax لگایا گیا ہے اس کو کچھ حد تک کم تو کیا گیا ہے لیکن ان لوگوں کو جن کی ان سے کئی گنا زیادہ آمدنی ہے ان کو tax سے مبرا کر دیا گیا، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح health میں جو دواؤں پر tax لگایا گیا ہے، کسی بھی ملک میں جب ہم استحکام کی بات کرتے ہیں۔ اس میں سب سے زیادہ priority ہماری تعلیم اور صحت ہوتی ہے۔ اس بجٹ میں انہی دو شعبوں پر سب سے زیادہ tax لگایا گیا ہے، جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی سکیم یہاں یکسانیت اور تواتر سے نہیں چل پاتی کیونکہ ایک حکومت آتی ہے اور وہ ایک سکیم شروع کرتی ہے، جب وہ حکومت جاتی ہے تو اس سکیم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس کی continuity نہیں رہتی۔ تو ہمیں ایسے long-term programmes بنانے چاہیں کہ حکومتیں اگر بدلیں بھی تو جو سرکاری طور پر development کے کام ہو رہے ہیں، وہ نہ رکیں۔

ہمارے بہت سے ہمسایہ ممالک اور جو قریبی ممالک ہیں وہاں جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے کہ نچلے طبقے کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں، بنکوں سے قرضہ دیا جائے۔ ہمارے سامنے بنگلہ دیش، ہندوستان اور سری لنکا کی مثالیں موجود ہیں۔ سری لنکا default ہو گیا تھا لیکن کس طرح اس نے اپنے آپ کو دوبارہ ابھارا، یہ ہم سب بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں لیکن کیا ہمارے اندر اپنے ملک سے وابستگی کے جذبے میں کمی آگئی ہے کہ ہم اپنے تمام کام اس جذبے کے ساتھ نہیں کر پاتے ہیں۔ جس طرح سے ابھی ذکر ہوا کہ بچے کے دودھ پر بھی tax لگا دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ! میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ جس طرح میں نے سرکاری سکولوں کی بات کی کہ بچے جو سکول نہیں جاتے، اب اس میں اور زیادہ اضافہ ہونے کا خدشہ اس لیے ہے کہ stationary پر بھی tax لگا دیا گیا ہے۔ کتابیں، پنسلیں اور کاپیوں کو بھی tax کے دائرے میں لے آیا گیا ہے جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

ابھی یہاں پر میرے کچھ بھائی اور بہنیں نعرے لگا رہے تھے کہ پختونوں کا قتل عام بند کرو۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ شاید انہوں نے قتل عام دیکھا نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ قتل عام کیسا ہوتا ہے۔ قتل عام کراچی کے لوگوں نے دیکھا ہے، قتل عام حیدر آباد کے لوگوں نے دیکھا ہے۔ درجنوں کے حساب سے لڑکوں کو گھروں سے اٹھایا جاتا تھا، ان کو غائب کر دیا جاتا تھا اور مار دیا جاتا تھا۔ یہ مارگلہ کی پہاڑیاں جس کے سائے تلے ہم بیٹھ کر اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں، ہمارے سو سے زائد کارکنان کو کراچی سے لا کر یہاں پر مارا گیا۔ کسی کے دل میں وہ درد اٹھا، یہ بتائیں، کوئی نہیں بولا۔ آج بھی ہمارے سو سے زائد کارکنان لاپتہ ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی کیوں کچھ نہیں سوچتا۔ کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ ہمیں صرف انسانیت کی بنیاد پر بات کرنی چاہیے۔ چاہے وہ پختون کا قتل عام ہو، چاہے وہ مہاجر کا قتل عام ہو، چاہے وہ پنجابی کا قتل عام ہو لیکن کوئی انسان مارا جا رہا ہے۔ یہ انسانیت کا قتل عام ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے، ہمیں اس پر نظر ڈالنی چاہیے کیونکہ جو ظلم کراچی کے لوگوں نے سہا ہے اور جو ظلم حیدر آباد کے لوگوں نے سہا ہے، جیسا کہ حیدر آباد پکا قلعہ آپریشن مشہور ہے۔ وہاں پر جو firing ہوئی، جس طرح وہاں لوگوں کے بھرے مجمعے پر گولیوں کی برسات کی گئی اور سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مارے گئے۔ کیا وہ قتل عام نہیں تھا؟ لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔

میں اس بات پر سختی کے ساتھ احتجاج کرتی ہوں کہ ہمیں قوم پرستی سے نکل کر انسانیت کی بنیاد پر بات کرنی چاہیے۔ ہمیں انسان بن کر سوچنا چاہیے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ کسی جگہ پر اگر کوئی ایک آدمی بھی مر رہا ہے یا اغوا کر کے مارا جا رہا ہے۔ ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ کراچی میں لوٹ مار کے کتنے واقعات ہو رہے ہیں۔ کوئی لڑکا ATM سے پیسے لے کر نکل رہا ہے تو اس سے پیسے بھی لیے جا رہے ہیں، اس سے mobile بھی لیا جا رہا ہے اور اسے جان سے بھی مارا جا رہا ہے۔ یہ قتل عام ہے۔ اس وقت ہم سب کو احتجاج کرنا چاہیے۔ یہ ایسی killing ہے کہ پوری پوری نسلوں کو ختم کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ نسلوں کا استحصال ہے لیکن یہ غلط طریقہ کار ہے۔

ہمیں درد مند دل رکھتے ہوئے ایک پاکستانی کی حیثیت سے یہ سوچنا چاہیے کہ کسی ماں کا بیٹا مر رہا ہے، کوئی لڑکی لوٹی جا رہی ہے، کوئی عورت جس کا پرس چھین کر اس کو گولی ماری جا رہی ہے۔ میری اپنی بہت اچھے تعلقات والی دو خواتین سے پرس چھینے گئے اور انہیں دھکا دیا گیا جس سے curbstone ان کے سر پر لگا اور وہ موقع پر جان بحق ہو گئیں۔

ہم کیوں چپ رہتے ہیں؟ ایسے واقعات پر ہم کیوں چپ رہتے ہیں؟ ایسے واقعات پر ہماری زبانیں کیوں نہیں کھلتیں؟ ایسے واقعات پر ہمارا دل خون کے آنسو کیوں نہیں روتا؟ چیئرمین صاحب! ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ جو مر رہا ہے وہ پاکستانی ہے، وہ انسان ہے، وہ کسی ماں کا بیٹا ہے۔ ہمیں کسی ایک قوم کے لیے آواز نہیں اٹھانی چاہیے اور ہم نے ہمیشہ یہی کیا۔ آج بھی ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ جو بھی معاملات چل رہے ہیں اس میں ہمیں ایک unity کے ساتھ سوچنا چاہیے۔ اگر ہم پاکستان کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں، اگر ہم پاکستان کو ترقی کی جانب گامزن دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں استحکام لانے کے لیے unity کی ضرورت ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں اپنے دوسرے سینیٹر صاحبان کو موقع دوں، منظور کاکڑ صاحب نے سابق صوبائی وزیر اور سابق MPA جناب مولانا اللہ داد خیر خواہ صاحب کے بارے میں جو Point of Public Importance raise کیا ہے کہ انہیں گھر سے اٹھایا گیا اور deport کیا گیا ہے۔ میں اپنے دفتر کو اس حوالے سے سختی سے ہدایت کرتا ہوں کہ اس کی رپورٹ طلب کریں کہ ایک معزز سابق MPA اور سابق صوبائی وزیر جو بیس پچیس سال سے ہماری اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں اور بلوچستان میں ہماری صوبائی cabinet میں بھی رہے ہیں، ان کو کس طرح اٹھایا گیا ہے اور کس طرح deport کیا گیا ہے۔ میں اپنے دفتر کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ DG, NADRA سے اس کی رپورٹ طلب کی جائے۔

ابھی کچھ دن پہلے بلوچستان میں شعبان کے مقام سے سات آٹھ بے گناہ شہریوں کو اٹھایا گیا تھا۔ ہمارے ایک معزز رکن کامران مرتضیٰ صاحب نے اس حوالے سے ایک نقطہ اٹھایا تھا۔ تو اگلا جب بھی کوئی session ہو گا تو اس حوالے سے کہ وہ سات آٹھ بے گناہ لوگ جس طرح اٹھائے گئے، اس ضمن میں Ministry of Interior اور حکومت بلوچستان سے رپورٹ طلب کر کے اگلے اجلاس میں پیش کی جائے۔ جی پارلیمانی لیڈر عوامی نیشنل پارٹی سینیٹر ایمل ولی خان صاحب۔

Point of Order raised by Senator Aimal Wali Khan regarding the launch of Operation "Azm-e-Istehkam" and the overall political and law & order situation in the country

سینیٹر ایمل ولی خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ بات تو بجٹ تجاویز کی ہو رہی ہے۔ Sorry میں already ایک دفعہ بجٹ پر بات کر چکا ہوں لیکن میں نے آج Point of Order پر بہت ضروری بات کرنی ہے۔ بجٹ پر ایک lighter note سے بات کروں گا کہ اس دن ایک لطیفہ سامنے آیا کہ پیپلز پارٹی والے ناراض تھے اور انہوں نے مسلم لیگ کو گلہ کیا کہ ہم سے پوچھا نہیں گیا۔ جواب میں مسلم لیگ والوں نے کہا کہ فکر نہ کرو، ہم سے بھی نہیں پوچھا گیا۔

یہ بجٹ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس کی عکاسی صاف واضح ہے کہ taxes بڑھا بڑھا کر، بڑھا بڑھا کر، بڑھا بڑھا کر ہم کب تک اس ملک کو چلائیں گے۔ خدارا میں چاہوں گا کہ ہمارے Minister for Parliamentary Affair نے شاید میری تقریر کے notes لیے ہوں کہ شاہ خرچیاں ختم کرنی ہوں گی۔ ایک جملہ ہے انگریز سے بچی کچی شاہ خرچیاں، اور وہ بھی جو پندرہ فیصد پاکستانی ہیں، ان کو یہ شاہ خرچیاں ختم کرکے پچاسی فیصد عوام کے لیے قربانی دینی ہو گی۔ ہم تو سینتالیس سے اس پچاسی فیصد عوام کو taxes کی بھرمار میں لا لا کر، ان کا خون چوس چوس کر، چوس چوس کر بجٹ کو استعمال ہی اس لیے کر رہے ہیں کہ ان پندرہ فیصد کی جو شاہ خرچیاں ہیں، ان کو پورا کر سکیں۔ ملک کا جو حشر نشر ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔

بجٹ سے تھوڑا ہٹ کر Point of Order پر آپ کی اجازت سے بات کروں گا۔ کل ایک بنیادی فیصلہ ہوا ہے۔ یہاں بی بی نے بات کی اور بدقسمتی سے، میں تعصب کی بات نہیں کر رہا لیکن مہاجر قومی موومنٹ کی سینیٹر اٹھ کر کہتی ہیں کہ قوم پرستی پر سیاست نہ کرو۔ قوم پرستی پر کسی نے سیاست نہیں کرنی لیکن obviously کل جو استحکام پاکستان آپریشن ہمارے پاکستان میں launch ہوا ہے۔ اس جملے سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ استحکام پاکستان پھر پختون اور بلوچ کی تباہی سے آئے گا۔ کل استحکام پاکستان آپریشن کا آغاز بھی ہو چکا ہے اور میں floor of the House پر کہنا چاہتا ہوں ہمارے دیر میں ایک علاقہ میدان ہے وہاں پر کل کچھ ڈرامہ بازی ہوئی اور ہم یہ ڈرامہ بازی بہت دیکھ چکے ہیں۔ کوئی چھ دہشت گردوں کو جیب سے نکال کر وہاں پر گرایا گیا جس سے پورے علاقے میں

خوف وہراس تھا، helicopters گھوم رہے ہیں اور bombardments ہو رہی ہیں۔ آج اگر کوئی پختون قوم کے لیے آواز اٹھا رہا ہے، ہم بالکل ہر کسی کی تکلیف کے ساتھ ہیں۔ اگر مہاجر کو تکلیف ہے تو ہم ان کی تکلیف میں ان کے ساتھ ہیں، اگر کسی بھی قوم کو تکلیف ہو گی تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم یہ امید کرتے ہیں، ہمارا یہ گلہ ہے کہ ہم سب کے دکھ اور درد میں شریک ہوتے ہیں، اگر قربانیوں کی بات ہوتی ہے یہ ایسی کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن الحمد للہ آئیں ہم سے پوچھیں کہ قربانیاں کیا ہوتی ہیں؟ جنہوں نے ایک ایک دن میں سو اور ہزاروں کی تعداد میں ملک کی خاطر، اس ملک کے امن کی خاطر، اس ملک میں جمہوری نظام کی خاطر اور اس ملک کی قوم کی خاطر قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں میں ہم نے اپنی جانیں نچھاور کی ہیں۔

جناب! آج operation استحکام پاکستان کا آغاز ہو رہا ہے۔ آپ کی اجازت سے میں تھوڑا اور وقت لوں گا کیونکہ دہشت گردی پاکستان میں آج کی بات نہیں ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے پاکستان میں تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے state sponsored terrorism کی ہے۔ تاریخ چھپتی نہیں ہے اور میں سیدھا اپنے نقطے پر آؤں گا اور میں آج ایک تیار تقریر جو میں نے قصداً اور عملاً انگلش میں تیار کی ہے۔

جناب چیئرمین! اس خطے میں دہشت گردی، اس خطے میں دہشت گردانہ انداز اور دہشت گردانہ کردار جن لوگوں کا ہے، ان کے جو سرپرست ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی زبان میں بات کروں اور میں ان تک بات پہنچاؤں۔

The story of terrorism in Pakistan starts a long time ago. From Brigadier Yousaf's Afghanistan: 'The Bear Trap', to Tariq Ali's ' The Clash of Fundamentalism', Asad Durrani's 'The Spy Chronicles', Dr. Fazalurrahim Marwat's 'From Muhajir to Mujahid'. Khadim Hussain's 'The Militant Discourse', Zahid Hussain's 'Frontline Pakistan; The Struggle with Militant Islam' and numerous interviews of General Hamid Gul and Brigadier Sultan Amir Tarar, known as Col. Imam, a mountain of literature has been produced internally and externally proving the fact that the roots of terrorism go back to the era when

leaders of five non-state militant organizations were brought from Afghanistan for military training to Pakistan in 1974 during the peak of cold war.

When Martial Law was imposed by General Zia-ul-Haq in Pakistan in 1977, the US, Europe, the Gulf countries, Iran, Turkey, Israel and almost two third of the world opened up their kitties and sent their spy agencies to defeat the Soviet Union in Afghanistan long before the Soviets had even started thinking about sending their troops to Afghanistan. The military junta at that time hosted all the spy agencies of the world, established training camps in Pakhtunkhwa, Balochistan and in Punjab for the militant armed militias, constructed a narrative of the so-called 'Jihad' in media and Sir, I want you to listen,

یہ notes خطرناک ہوتے ہیں، یہ لے لیں، شاید آپ کے کام آ جائیں، آپ بول نہیں سکتے لیکن شاید آپ کو ان کو دیکھنے سے فائدہ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بات کریں، وہ واپس آ جائیں گے۔

Senator Aimal Wali Khan: And educational curricula and released huge funding for establishing madrassas for recruiting foot soldiers for the so-called Jihad.

Pakhtunkhwa, Balochistan and Afghanistan were made war theatres, I am talking about 1977, this is now 2024. The US, Europe and Israel became the defenders of Islam. A full-fledged guerrilla war against Afghanistan was started in the late 1970s for which Pakhtunkhwa and Balochistan were made launching pads. Billions of dollars and Petro-dollars were poured in to create military, political and ideological infrastructure of war in Pakistan

in general and Pakhtunkhwa and Balochistan in particular. Bacha Khan, Khan Abdul Ghafar Khan, my great grandfather and Khan Abdul Wli Khan, my grandfather, called this war a battle between two elephants in which frogs would be crushed and remember, we are still crushed. As opposed to the rest of the world, Bacha Khan and Wali Khan refused to accept it as a defence of Islam. They said that it was cultivation of war machine in the name of Islam for the strategic interests of the international powers i.e. the United States of America. They foresighted that the infrastructure of war developed in the name of religion would be exploded against Pakistan and Pakhtunkhwa, as we are saying yesterday even as one notification did today, in Swat,

مدین میں جو واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک mob نے سب کچھ ہاتھ میں لے کر جلایا ہے، یہ ہمیں اس وطن نے سکھایا ہے۔

The Soviet forces entered Afghanistan in the late 1980s. Our leadership opposed the Soviet invasion and asked the 'white bear' to return their troops. Here in Pakistan another narrative was constructed after Soviet troops entered Afghanistan. A narrative was disseminated that the Soviets wanted to reach warm waters. Interestingly, the minutes of Polit bureau meetings of the Soviet Communist Party recently declassified never mentioned any such intent.

In Pakistan during this war, an elected Prime Minister was sent to the gallows, democratic institutions were paralysed, the Constitution was distorted, a fanatic mindset was created and permeated in the Pakistani society and scores of armed extremist private militias

were erected. Powerful drug and gun-running mafias propped up to oil the war machine which had been started with the financial and military support of the Europe, US, Israel, Gulf countries, Iran, Turkey and most of the rest of the world. When the Afghan war between the US and Soviet Union ended after the Geneva Accord in 1988, the Soviet forces returned. The Soviet Union disintegrated and the CIA wrapped up its operation. The war inside Pakistan, Afghanistan and Pakhtunkhwa never ended as was envisaged by our leadership

The internal power tussle among the 'jihadis' started right after the Geneva Accord. When the war turned ugly, another faction of this fanatics was supported by Pakistan and facilitated by the US. They called themselves Taliban from Kandahar. The Taliban took over Kabul in 1996. Afghanistan became a hub of the terror syndicate consisting of Al-Qaeda and other terror groups around the globe. The twin towers in the US were attacked and destroyed on 11th September, 2001. The investigation led to the alleged involvement of the Al-Qaeda leader Osama Bin Ladin, who was allegedly harboured by Taliban in Afghanistan. The US asked the Taliban to hand over Bin Ladin but the Taliban refused. The US and its allies started 'War on Terror' to dislodge the Taliban Emirate in 2001. Bin Ladin was later found in Pakistan's mountainous town of Abbottabad and as they claimed he was killed in 2011, while I don't believe myself that he was killed, because in this era I have not myself seen any of his picture or video that been shown where we can see that the biggest terrorist of the subcontinent has been killed.

The war infrastructure in Pakhtunkhwa and covert operations in Afghanistan were initiated in 1970s. The Muhajirs were turned into Mujahids in 1980s,

یہ بہت complicated چیز ہے، آج ہم جو افغانیوں کے ساتھ کر رہے ہیں ذرا اس وقت کو سوچیں۔ ہم نے ان کو ہار پہنائے تھے، دروازے کھولے تھے۔ یہاں ہم افغانیوں کو ہار پہنا رہے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایمل ولی صاحب! اگر آپ تھوڑا جلدی کر لیں کیونکہ اذان کا وقت بھی قریب ہے اور باقی اراکین نے بھی بات کرنی ہے، اگر براہ مہربانی آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

Senator Aimal Wali Khan: These proxy wars generated billions of dollars and Petro-dollars for all the strategists, masterminds, scrip writers, drug trafficking mafias, gun running cartels, commanders and foot soldiers. In the meanwhile, accommodation for religious, cultural, political, lingual, sectarian, ethnic, national and gender diversity squeezed and shrank to non-existence. Socio-cultural fabrics, ethno-national identities and democratic political forces have been damaged. Pakistan and especially Pakhtunkhwa and Balochistan have been put on time bomb that can explode anytime.

The strategic depth policy envisaging a co-opted Afghanistan and a march into the Central Asian Republics was initially envisioned by General Zia-ul-Haq in the early 1980s. Realizing the immense strength of a religious emotional appeal, the security establishment of Pakistan perceived that by supporting non-state actors and militant militias, Pakistan could achieve its objectives for political influence and resource exploration in Afghanistan and the Central Asia, we are not out of it yet.

The security establishment perceived, in defiance of all logic and objective reality, that through the use of

non-state actors Pakistan could defeat India in political influence, could explore the energy reservoirs in Central Asia and could also expand control over a large swathe of the planet to be considered a regional power. For this to happen, the security establishment adapted proxies, supported the Taliban government in the 1990s as well as the Taliban insurgency in Afghanistan after the government was dislodged by the Security Council's mandated NATO and the ISAF forces.

Analysts and policy experts have since been pointing out the inherent flaws in the construct of the strategic depth policy but to no avail. According to all credible reports and evidence, during all the years of the decade of the 90s and into the 21st century, the security establishment of Pakistan had engaged with non-state actors and private militias active in Afghanistan and India, with no consideration being given to the policy's socio-cultural and socio-political impacts.

Although things on the security front substantially changed after 9/11 around the globe the security establishment of Pakistan stuck to its out-dated paradigm favours to elements like the Haqqani network, the Molvi Nazir group, the Afghan Taliban leadership, the Jamaatud Dawa and several others continued throughout the 90s to date. At the same time, the security establishment of Pakistan captured dozens of Al-Qaeda operatives and handed them over to the US besides crack downs on organizations which frequently attacked state installations and the security establishment of Pakistan.

The security establishment's media manipulation duly advocated the strategic depth policy by dividing the

Taliban into good (the Afghan Taliban and the Pakistan militant militias believed to be active only in Afghanistan) and bad Taliban. The bad were those who were doing their activities in Pakistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ بیس منٹس ہو گئے ہیں، کافی ہے۔ اور ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے، مجھ پر بڑا pressure ہے۔ بس آدھے منٹ میں مکمل کریں۔ شکریہ ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: یہ سب انگریز گورا یہاں کر رہا ہے، ان کو سنانے کے لیے میں انگریزی میں بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں آپ آدھے منٹ میں پورا کرلیں اور ختم کریں۔

Senator Aimal Wali Khan: The growing ideological and non-state militaristic infrastructures in the settled and tribal belt of Pakistan started taking root in the socio-cultural and socio-economic dynamics of the communities around Pakistan. The militant organizations were able to develop mechanism for social permeation of their extremist discourse winning a section of the population, especially the youth through the use of radios, websites, daily newspapers, periodicals, pamphlets, posters and banners besides the use of the electronic media. This phenomenon had helped them gain social control in certain communities in 2007 to 2010. The security establishment was looking the other way when all this was happening. The Tehrik-i-Nifaz-i-Shariat Mohammadi had brought about the whole Malakand division under its influence back in 1994 and the first-ever reported stoning to death event by Taliban took place in 1998 in Orakzai Agency, which means that militant organizations already had social control of large areas in both....

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب پانچ منٹ اور دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں جناب۔ آپ کا شکریہ۔ سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔ ایمل ولی صاحب آپ اپنا وقت دیکھیں، آپ کے 25 منٹس ہو گئے ہیں، اذان بھی ہو رہی ہے، باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے اور wind-up بھی کرنا ہے۔ دو سے تین ممبران نے یہاں سے بات کرنی ہے۔ علامہ صاحب ہیں، جان بلیدی صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔ چلیں آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: ٹھیک ہے میں پھر ان کے ساتھ بات کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ National Action Plan جو پاکستان مسلم لیگ کی حکومت میں بنا ہے۔ National Action Plan جس کو پاکستان پیپلز پارٹی نے support دی ہے، National Action Plan جس کو ملک کے ہر ادارے نے support دی ہے، پاک فوج بیٹھے ہوئے جو National Action Plan بنا ہے، اس plan پر ابھی تک عمل کیوں نہیں ہو رہا؟ پچھلے plans پر عمل نہیں ہوتا، ڈرامے بازی ختم نہیں ہوتی، operation کے بعد .operation ہر operation میں طالبان کو کوئی نقصان نہیں ہوتا، دہشت گرد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ قوم تباہ، علاقے تباہ، فوج کا control, قدرتی وسائل ہیں اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

آج ہم چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ operation اگر دہشت گردوں کے خلاف ہے تو کل جن لوگوں نے 102 دہشت گردوں کو سزا سے رہا کیا ہے، کیا ان کو سزا ملنی چاہیے کہ نہیں؟ ان دہشت گردوں میں ہمارے سوات کا ایک بندہ جس کو butcher of Swat کہا جاتا تھا مسلم خان بھی شامل تھا۔ APS کے واقعہ میں جو mastermind تھا وہ ان قیدیوں میں سے ایک قیدی تھا، 102 قیدیوں کو رہا جس نے کیا ہے جو کہ most wanted list میں تھے، ان کو رہا کرنے والوں کو کیا سزا ملے گی؟ سہولت کار General Faiz Hameed, General Bajwa اور General Zia-ul-Haq سے لے کر ابھی تک جو جو دہشت گردوں کا سہولت کار ہے، ان کو سزا ملے گی؟ نہیں ملے گی۔ قوم کو سزا ملے گی۔ ہم اس operation کو reject کرتے ہیں، ہم دہشت گردوں کو support نہیں کرتے لیکن ہم ڈرامہ بازیاں نہیں

چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر پاکستان نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہو، good and badکی تمیز سے نکلیں، ہر دہشت گرد دہشت گرد ہی ہے، اس کا کوئی مذہب نہیں ہے، اس کا کوئی دین نہیں، اس کا کوئی رنگ نہیں، اس کی کوئی زبان نہیں۔ اس کے خلاف کارروائی ہو صحیح کارروائی ہو یہ نہ ہو کہ دہشت گرد کھلے عام گھوم رہے ہوں، وہ بھی protocolکے ساتھ گھوم رہے ہوں اور دوبارہ سے قوم تباہی اور بربادی کے سامنے پیش ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ ایمل ولی صاحب۔ سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔

Speeches on the Finance Bill, 2024-25

Senator Rana Mahmood ul Hassan

سینیٹر رانا محمود الحسن: (عربی)۔ بجٹ پر تو اظہار خیال کافی تفصیل سے ہوا ہے اور میں بھی ایک lighter note پر جیسے ایمل ولی صاحب نے کہا۔ ازراہ تفنن ایک یہودی پہلی مرتبہ Jerusalemگیا تو وہ driver کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھے دیوار گریہ پر لے چلو۔ یہودی دیوار گریہ پر جا کر گریہ وزاری کرتے ہیں اور وہ ان کے لیے بہت مقدس ترین جگہ ہے۔ وہ ادھر جا کر بہت روتے پیٹتے ہیں۔ تو وہ ان دونوں کا آدھا گھنٹہ اظہار خیال ہوتا رہا لیکن وہ driverنہیں سمجھ سکا آخر کار دو گھنٹے کے بعد وہ اس کو Jerusalemکی income tax departmentکی دیوار کے پاس لے گیا اور اس نے کہا کہ یہاں ہی آ کر روتے ہیں سارے کے سارے۔

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کسانوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ کسانوں کو 700, 800 ارب کا نقصان ہوا اس کی کس کو سزا و جزا ملی۔ کیا کوئی report Senateمیں آئی؟ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر اس کے متعلق کوئی reportآئی ہے تو وہ تمام Senatorsکو provideکی جائے تاکہ پتا چل سکے کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے کسانوں کی جیبوں سے پیسے نکالے اور آج کسان بد حال ہے۔ کسانوں کے ساتھ اتنا بڑا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد آج بھی کسانوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی کہ سارا PASSCOاور محکمہ زراعت کا بار دانہ تک بک گیا اور کسان مارے مارے دربدر ہو گئے۔

بجٹ تو ظاہر ہے جو آ گیا ہے اور ہم اس کو support بھی کر رہے ہیں، اس کو pass بھی کر رہے ہیں اور سفارشات، گزارشات آ بھی گئی ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ requestکی تھی کہ چھوٹی sugar millsلگانے کی اجازت دی جائے۔ ہمارے برابر کے ملک ہندوستان میں

پانچ ہزار چھوٹی sugar mills لگ گئی ہیں۔ اس سے کسانوں کو فائدہ ہو گیا۔ اگر وہ وفاقی حکومت اُس میں نہیں ہے ویسے تو یہ بات درست ہے ہمارے بہت ہی محترم senior Senators کہ sugar cane ہمارے ملک کی فصل نہیں ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

سینیٹر رانا محمود الحسن:

ہم کو شاہوں کی عدالت سے توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

کلیم عاجز نے کہا تھا کہ:

دامن پہ کوئی چھینٹ ہے نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو
میرے ہی لہو پر گزر اوقات کرو ہو
مجھ سے ہی امیروں کی طرح بات کرو ہو
دن ایک ستم ایک ستم رات کرو ہو
ہم خاک نشین تم سخن آرائے سر بام
پاس آ کر ملو دور سے کیا بات کرو ہو
یوں تو کبھی منہ پھیر کے دیکھو بھی نہیں ہو
جب وقت پڑے ہے تو مدارات کرو ہو
دامن پہ کوئی چھینٹ ہے نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

آپ یہ دیکھیں کہ دیوار گریہ کا میں کہہ رہا تھا کہ ایسی بے اطمینانی ہے نہ exporters راضی ہیں، نہ ملک کی عوام راضی ہے، نہ teacher راضی ہیں، نہ کسان خوش نظر آتا ہے۔ میرا خیال ہے سب ہی FBR کی دیوار کے باہر جا کر، ہم سرائیکی اپنے صوبے کے لیے رونا روتے ہیں۔ House of the Federation میں آ کر ہم نے ہر step پر یہ بات کی ہے کہ ہمیں اپنا سرائیکی صوبہ چاہیے۔ اتنا بڑا صوبہ 1300 کروڑ آبادی کا وہ manage ہو ہی نہیں سکتا اور نہ

mange ہو پا رہا ہے حالانکہ ملتان کی تاریخ پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ پانچ ہزار سال سے بھی پرانا شہر ہے اس پورے پاکستان میں اس کی اپنی ایک اہمیت ہے، اس کی اپنی ایک شناخت ہے اور اس کی ہمیشہ ایک مرکزی حیثیت رہی ہے لیکن اس کی حیثیت کو مسخ کیا گیا کچھ سکھوں کے زمانے میں اور پھر ان کے بعد گوروں نے اس کو بالکل دیوار سے لگاتے لگاتے ہم سرائیکیوں کی محرومیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ اتنا بڑا خطہ ہے۔ ہمارے لئے بجٹ میں چھوٹے موٹے secretariat بنا کر دیے تھے۔ وہ بھی بے اختیار تھے۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ ہم کس کے پاس جا کر رونا روئیں؟ جناب چیئرمین! یہی House of the Federation ہے۔ اب تو ہم بھی سفید ریش ہو گئے ہیں۔ ہم اپنے سرائیکی بچوں کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ کیا ہم ان کو دے کر جا رہے ہیں؟ خدارا! جب سب پارٹیاں راضی ہیں۔ مسلم لیگ (ن) بھی راضی ہے۔ پیپلز پارٹی بھی راضی ہے۔ پی ٹی آئی بھی راضی ہے۔ جمعیت بھی، ایم کیو ایم بھی، اے این پی بھی اور تمام جماعتیں راضی ہیں لیکن پھر کہاں آ کر یہ معاملہ رکتا ہے؟ سرائیکی صوبے کے متعلق معاملہ کہاں اور کیوں رکتا ہے؟ یہ اتنا بڑا علاقہ ہے۔ وہاں نہ کوئی industrial zone ہے نہ وہاں پر میڈیکل یونیورسٹیاں ہیں، نہ کوئی IT کی یونیورسٹیاں ہیں اور نہ وہاں پر export processing zone ہے۔ ہمارے لوگ روزگار کے لئے دربدر ہیں۔

ویسے تو میں کہتا ہوں کہ ایک عجیب سی کیفیت ہے اور وہ شاید جون ایلیا نے کہا تھا کہ:

میں بھی بہت عجیب ہوں اتنا عجیب ہوں کہ بس
خود کو تباہ کر لیا اور ملال بھی نہیں

ہم مسلسل بالکل ترقی ماقوس تنزلی کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ خدارا! سارے اختلافات کو چھوڑ کر اور بیٹھ کر کوئی اس طرح کا انتظام کریں کہ ہم سینیٹ، قومی اسمبلی، تمام صوبائی اسمبلیوں کو، تمام Chambers of Commerce, دفاع، عدلیہ، ان سب کو اکھٹا کر لیں اور کہیں کہ Convention Centre وغیرہ میں کوئی تین چار دن کے لئے آپس میں کوئی سیشن کر لیں۔ اس اجتماعی شعور سے فائدہ اٹھا لیں۔ ہم اکھٹے ہو کر اس ملک کے لئے short long term, term, اور midterm policies مرتب کر لیں۔ لوگ اب بڑی مشکل میں ہیں۔ اس وقت بڑی ہی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں لوگوں کو ریلیف دینا چاہیے۔ ہمیں کسانوں کو ریلیف دینا چاہیے۔ کسانوں کے لئے بیٹھ کر ہم ان سے بات کریں بجائے اس کے کہ ہم ان

کے ساتھ سختی والی زبان استعمال کریں۔ ان کے دکھوں کا کوئی مداوا کریں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر dialogue کریں۔ ان کے مسائل کا حل سوچیں کہ ہم ان کے لئے بجلی کیسے سستی کر سکتے ہیں؟ جہاں اور جس مکتبہ فکر سے بھی ملتے ہیں۔ حلقہ انتخاب میں جاتے ہیں۔ لوگ ایک بے چینی اور مایوسی کی حالت میں ہیں۔ جناب چیئرمین! تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے حوالے سے آپ کب سوچیں گے؟ کب یہ House of the Federation سوچے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: رانا صاحب! نماز کا time ہو گیا ہے اور آپ کا بھی وقت پورا ہو گیا۔ آپ ذرا جلدی ختم کریں۔ علامہ صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ میں بس آپ سے یہی کہوں گا کہ جو ہمارے علاقے کی محرومیاں ہیں۔ ہمارے علاقے کے بچوں کے پاس IT کی یونیورسٹیاں نہیں ہیں۔ زرعی یونیورسٹیاں نہیں ہیں۔ میڈیکل یونیورسٹیاں نہیں ہیں۔ آپ میڈیکل یونیورسٹی کے لئے وزیر قانون صاحب یہاں موجود ہیں۔ ہمارے پندرہ ہزار بچے پڑھنے کے لیے کرغزستان جاتے ہیں۔ پچاس لاکھ کی آبادی کا ملک ہے۔ میرا خیال ہے کہ نوے ہزار بچے وہاں پڑھ رہے ہیں۔ ہم کل اٹھارہ ہزار بچوں کو داخلہ دیتے ہیں۔ 26 کروڑ کا ملک ہے۔ ہمارا اتنا بڑا زر مبادلہ جاتا ہے۔ ہمارے بچے باہر جاتے ہیں۔ تو کیوں ہم ان کے لئے یونیورسٹی نہیں بناتے؟ مجھے آج بھی یاد ہے۔ ہماری divided family ہے اور آدھی فیملی ہندوستان میں رہتی ہے۔ مجھے یاد ہے میں چالیس پینتالیس سال پرانی بات بتا رہا ہوں۔ میرے ماموں کے بیٹے وہاں پر رہتے ہیں۔ ہم شام کو سیر کے لیے نکلے۔ ہم وہاں پر cold drink پینے کے لئے ایک cabin پر رکے۔ میں نے انہیں کہا کہ Coca-Cola دے دیں تو انہوں نے کہا کہ معافی چاہتے ہیں بابو جی! کیونکہ Coca-Cola نہیں ہے۔ تو پھر میں نے کہا کہ اچھا Pepsi Cola دے دیں۔ تو انہوں نے کہا وہ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ لیں۔ یہ Campa Cola ہمارا local brand ہے۔ یہ آپ پی لیں۔ میرے ماموں کے بیٹے نے مجھے دیا اور اس نے مجھے کہا کہ بھائی صاحب اگر ہم Coca-Cola پئیں گے تو ہمارا دو روپے دس پیسے زر مبادلہ باہر چلا جاتا ہے۔ ہم خود بھی اپنی اداؤں پر غور کریں۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم نہ ٹیکس دینا چاہتے ہیں۔ ہم سب imported چیزیں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہم شیمپو، صابن اور دنیا کی ہر آسائش چاہتے ہیں کہ ہم باہر سے منگوالیں۔ ان چیزوں کے اوپر بھی ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں industrial zone, export processing zone, وزیر قانون صاحب! خدا کے لئے ہمارے لیے کچھ سوچیں۔ ہمارے لئے، ہمارے اس خطے کے لئے سب بیٹھ کر یہ House of the Federation ہے۔ یہاں بھی بات نہ کریں تو کہاں جا کر بات کریں؟ کس کے آگے رونا روئیں؟ UNDP کی رپورٹ ہے کہ بلوچستان اور سرائیکی بیلٹ غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ 30 لاکھ کے قریب ہمارے لوگ سعودی عرب میں ہیں۔ 23 لاکھ UAE میں ہیں۔ Overseas Pakistanis کے الگ مسائل ہیں۔ وقت کے دامن میں تنگی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دو تین چیزیں جن کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ میانوالی سے مظفر گڑھ، ملتان اور علی پور تک موٹروے پچھلے دور میں بھی تجویز ہوئی، وہ ابھی تک درمیان میں رکی ہوئی ہے۔ اسی طرح سے ملتان سے وہاڑی، پاکپتن اور بہاولنگر تک جو سڑک ہے جسے ملتان دہلی روڈ کہا جاتا ہے وہ بھی اسی طرح ابھی تک تعمیر کے مراحل میں داخل نہیں ہوا۔ اس کو بھی بجٹ میں شامل کیا جائے۔

میں آخر میں بس اپنے سرائیکی بھائیوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم آپ کا مقدمہ ہر فورم پر پیش کریں گے اور ہم ہر جگہ اپنے بھائیوں کی لڑائی لڑیں گے۔ آپ سے یہ کہتے ہوئے کہ

اداس لوگوں سے پیار کرنا کوئی تو سیکھے
سفید لمحوں میں رنگ بھرنا کوئی تو سیکھے
کوئی تو آئے خزاں میں پتے اگانے والا
گلوں کی خوشبو کو قید کرنا کوئی تو سیکھے
کوئی دکھائے محبتوں کے سراب مجھ کو
مری نگاہوں سے بات کرنا کوئی تو سیکھے
کوئی تو آئے نئی رتوں کا پیام لے کر
اندھیری راتوں میں چاند بننا کوئی تو سیکھے
کوئی پیامبر کوئی امام زماں ہی آئے
اسیر ذہنوں میں سوچ بھرنا کوئی تو سیکھے

جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، رانا صاحب۔ سینیٹر علامہ ناصر عباس صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas

سینیٹر راجہ ناصر عباس: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ چونکہ یہ وقت بہت ہی نازک ہے۔ میں تو بہت اہم باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن کوشش کروں گا کہ مختصر سی گفتگو کروں۔ پھر کبھی موقع ملا تو مزید باتیں کروں گا۔ جناب چیئرمین! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے۔ پاکستان کے عوام نے اس بجٹ کو مسترد کر دیا ہے۔ ہمارے سینیٹرز صاحبان نے جو ایک بات کی ہے کہ حکومت اپنے اخراجات کو کم کرے۔ غیر ضروری وزارتوں کو ختم کریں۔ عوام پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ لوگوں کو ریاست پر اعتماد ہی ختم ہو جائے۔ ریاستوں کی طاقت چار ستون ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک عوام کا حکومت پر اعتماد ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں پر ان کے نامناسب رویے کی بنیاد پر اعتماد نہیں کرتے۔ اگر تو فقر و غربت ہماری وزارتوں میں، ہمارے حکمرانوں کی meetings اور دعوتوں میں نظر آئے تو پھر تو لوگ کہیں گے کہ یہ بھی ہماری طرح ہیں۔ آپ نے چند دن پہلے ایران کے مرحوم صدر، ابراہیم رئیسی صاحب کا گھر دیکھا ہوگا۔ وہ کیسا گھر تھا؟ وہاں بھی لوگوں کو بہت زیادہ مالی مشکلات کا سامنا ہے لیکن جب لوگ دیکھتے ہیں کہ ہمارا صدر، ہماری طرح ہے، ہماری طرح کھاتا پیتا ہے، لوگ اعتماد کرتے ہیں، ساتھ دیتے ہیں اور بوجھ اٹھاتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دن کہا تھا کہ ریاست کا سارا بوجھ کون اٹھاتا ہے؟ عوام اٹھاتے ہیں۔ فیصلوں کا بوجھ عوام اٹھاتے ہیں۔ بجٹ کا بوجھ عوام اٹھائیں گے۔ اگر آپ نے جنگ لڑنی ہے تو بوجھ کون اٹھائے گا؟ عوام اٹھائیں گے۔ ہر مشکل میں سب سے زیادہ بوجھ اٹھانے والے عوام ہوتے ہیں۔ اگر آپ اپنے عوام کا خیال نہیں رکھیں گے، بہترین شعروں کی شکل میں رانا صاحب بیان فرمارہے تھے، وہ چلے گئے، انہیں ہم امید دلائیں۔ ہم انہیں کیسے امید دلائیں گے؟ ان کے حقوق کا تحفظ کریں گے، سختیاں کم کریں گے، انہیں ریلیف دیں گے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی ہمارے اپنے ہیں۔

اس وقت اس حد تک عدم اطمینان اور عدم اعتماد ہے کہ ابھی گلگت بلتستان میں green tourism کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ وہاں پر cultivated زمین 2% ہے۔ زمین تھوڑی ہے جبکہ قابل کاشت صرف 2% ہے۔ ان کی زمینوں پر کبھی خالصہ سرکار کے نام پر قبضہ ہوتا ہے، جو خالصہ سرکار سکھ کی تھی، اس نے بنائی ہوئی تھی۔ اسی طرح ان کی زمینوں پر ابھی

green tourism کے نام پر قبضہ ہورہا ہے۔ لوگ عدم اطمینان کا شکار ہیں۔ ان کو ہم نے 75 سالوں سے حقوق نہیں دیے، انہیں شناخت نہیں دی، آئینی شناخت نہیں دی اور اس کے باوجود وہاں پر جتنی بھی زمینیں ہیں، ان کے minerals ہیں، ان پر قبضے ہورہے ہیں اور ان کی illegal lease ہورہی ہے۔ وہ ایک disputed علاقہ ہے۔ اگر متنازعہ علاقہ ہے تو وہاں پر متنازعہ علاقے کے قواعد کیوں نہیں جاری کیے جارہے۔ وہاں صورت حال بہت خراب ہے اور لوگوں میں غصہ پیدا ہورہا ہے۔ لوگ جو پہلے کہتے تھے، بات کرتے تھے کہ ہمیں پاکستان کا حصہ بنایا جائے، اب وہاں پر پاکستان سے جدا ہو کر الگ ملک اور آزاد خطہ بنانے کی باتیں ہورہی ہیں۔ ان لوگوں کا اعتماد کھو کر ہم اپنا نقصان کررہے ہیں۔ ہمیں اس چیز کو دیکھنا ہوگا۔ وہاں پر لوگوں کے بہت گلے شکوے ہیں۔ ہماری سینیٹ کی ایک کمیٹی بنی چاہیے جو GB جائے۔ وہ لوگ پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے ڈوگرہ راج سے اپنے زور بازو سے وہ علاقہ چھینا۔ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں۔ ان کی کوئی سنتا ہی نہیں ہے، ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ ہمیں ان کے پاس جانا پڑے گا۔ ہمارے سینیٹ کی ایک کمیٹی بنے، پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنے، یہ لوگ جائیں، ان کے درد اور دکھ سنیں۔

اسی طرح سے آپ کوئی بھی قدم اٹھاتے ہیں تو لوگ عدم اطمینان کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ابھی حالیہ جو امن کے لیے اقدامات ہوئے ہیں، امن وامان معاشرے کی ضرورت ہے، انسانوں کی جان، مال اور ناموس کی حفاظت ہو، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ انسانوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب بھی operation کی بات ہوتی ہے تو لوگ کیوں اس کے خلاف ہوجاتے ہیں اور کیوں اس کے خلاف بولتے ہیں۔ پاکستان میں 70 ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ ان کے قاتل کہاں گئے؟ کسی نے گرفتار کیا، پکڑا، مارا، سزا دی؟ ہمارے ہاں تو لوگ گرفتار ہوتے ہیں، احسان اللہ احسان جیسے بندے جو قید میں ہوتے ہیں، چلے جاتے ہیں، چھوٹ جاتے ہیں۔ پتا نہیں کیسے نکل جاتے ہیں؟ لہٰذا، عوام کا اعتماد نہیں ہے۔ ابھی عزمِ استحکامِ پاکستان کے نام سے ایک operation ہونے والا ہے۔ بعض اوقات ہم لفظوں کی حرمت کو برباد کردیتے ہیں۔ استحکامِ پاکستان بہت مقدس کلمہ اور لفظ ہے۔ آپ عزمِ استحکامِ پاکستان کے الفاظ لگا کر operation کرنے جارہے ہیں لیکن وہاں کے عوام اس کو قبول نہیں کررہے۔ میرا آج بھی کرم ایجنسی کے لوگوں سے رابطہ تھا، وہ مجھ سے ملنے آئے تھے، وہ سخت عدم اطمینان کا شکار ہیں۔ انہوں نے چند دن پہلے، ہفتے کو

اہل تشیع اور اہل سنت نے اس خطے کے اندر کرم ایجنسی میں امن مارچ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم امن کے محافظ ہیں۔ اس کے بعد ایک دن، کبھی ایک طرف سے بندہ مار دیا جاتا ہے، کبھی دوسری طرف سے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نہ اہل تشیع مار رہے ہیں اور نہ اہل سنت مار رہے ہیں، یہ کوئی third party ہے جو مار رہی ہے۔ ہم خود اس خطے کے اندر امن لا سکتے ہیں۔ یہ ہماری سرزمین ہے، ہماری مٹی ہے، ہم یہاں کے باسی ہیں، ہم امن لا سکتے ہیں، ہم پر اعتماد کیا جائے۔ ان پر کیوں اعتماد نہیں ہوتا؟ جب آپ operation کرتے ہیں، اگر عوام آپ کا ساتھ نہیں دیں گے، آپ operation میں کامیاب کیسے ہوں گے؟ اگر آپ کو local support حاصل نہیں ہوگی تو آپ کس طرح کامیاب ہوں گے۔ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا، ہم بطور مجلس وحدتِ مسلمین، اس operation کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس طرح سے operation درست نہیں ہے، consensus ہونا چاہیے۔ میری گزارش ہے، جیسے میں نے پہلے کہا تھا، میں تو پہلی بار پارلیمنٹ میں آیا ہوں، سینیٹ میں آیا ہوں، یہاں جو debate ہونی چاہیے، اس طرح سے debate نہیں ہو رہی۔ یہاں پر debate ہونی چاہیے۔ کوئی بھی چیز ہے، کوئی bill pass کرنا ہے، کوئی قرارداد منظور کرنی ہے، please اس پر گفتگو اور debate کروائیں۔ ایک healthy debate ہونی چاہیے تاکہ لوگ اپنی ضرورت کو بیان کرسکیں۔

ایک اور بات، جیسے میں نے پہلے کہا، ابھی آپ نے ایک قانون بنا دیا یا بنا رہے کہ non-filers حج یا عمرے پر جاسکیں گے۔ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں، میرے خیال میں بنیادی انسانی حقوق کے اندر freely move کرنا ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ کیا آپ اس طرح کے قوانین بنا سکتے ہیں جو آئین کے مقابلے میں ہوں اور لوگوں کے freely move کرنے پر قدغن لگادیں اور وہ سفر نہ کرسکیں؟ یہ میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ آپ حج اور عمرے والوں کو exception دے رہے ہیں، ان کو استثنیٰ دے رہے ہیں تو جو زیارات پر جاتے ہیں، اطیاب عالیہ کی، اہلِ بیت علیہم السلام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کو جاتے ہیں، لاکھوں لوگ جاتے ہیں اور غریب لوگ by road جاتے ہیں، by air جانے والوں سے آپ پتا نہیں مختلف طریقوں سے ٹیکس لے لیتے ہیں، یہ غریب لوگ ہیں، کوئی حیوان پالتا ہے، کوئی کیا پالتا ہے، پیسے جمع کرتے ہیں اور پھر یہ مشکل سے سفر کرتے ہیں۔ وہ لوگ دیہات میں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ زیارات پر جانے والوں کو بھی، میں

کہتا ہوں کسی کو بھی freely move کرنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ بالخصوص اگر آپ استثنیٰ کے قائل ہی ہوئے ہیں، non-filers کے ذریعے جو حج اور عمرے کے حوالے سے ہیں تو جو زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ کے لیے جاتے ہیں، ان کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں، مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ، اس حوالے سے باقاعدہ توجہ فرمائیں گے اور یہ مشکل کھڑی نہیں کریں گے۔

اسی طرح سے ایک انتہائی دکھی اور درد والا مسئلہ، missing persons کا مسئلہ ہے۔ یہ بہت مشکل اور سخت مرحلہ ہے۔ یقین مانیے، بعض اوقات میں سفر پر جاتا ہوں، میں مجلس پڑھنے جاتا ہوں یا تقریر کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا، میں ڈی۔آئی۔خان میں اترا، گرمی تھی، ایک خاتون آئی۔ میں نے سمجھا شاید کوئی مانگنے والی ہے۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ قریب آئے گی تو میں اسے پیسے دوں گا۔ اس نے مجھے ایک چٹ دی۔ اس پر لکھا ہوا تھا کہ میرا بیٹا دو تین سال سے missing ہے، مجھے میرا بیٹا ملوا دیں۔ وہ ایک بوڑھی خاتون تھی۔ کتنی خواتین ہیں، والدین ہیں جو مر گئے ہیں اپنے بچوں کا انتظار کرتے ہوئے۔ میں ان کو جانتا ہوں۔ یہ missing persons کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ ہم پاکستان میں rule of law کی بات کرتے ہیں، اگر آپ نے کسی کو گرفتار کیا ہے تو اسے کورٹ میں لے جاؤ، اسے سزا دلواؤ۔ آیا missing کرنا پاکستان کے آئین اور قانون کے مطابق ہے؟ ایسا کون کرتا ہے؟ حکومت سے کہتے ہیں تو وزیرِ داخلہ کہتا ہے، ہم نے نہیں کیا، پولیس کہتی ہے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کو کون اٹھا کر لے جا رہا ہے؟ آیا ہمیں یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے اور ان کو یہاں پر جواب نہیں دینا چاہیے؟ لاپتہ افراد کے لیے ہمارے دل میں ایک درد ہے۔

ابھی چند دن پہلے کراچی کے ایک دوست ہیں، ممتاز رضوی صاحب، ان کو کوئٹہ سے آتے ہوئے حب کے قریب اٹھا لیا گیا۔ پہلے کچھ دن ان کے گھر والوں سے ان کی بات کرواتے تھے۔ اس کے بعد ابھی گم ہو گئے ہیں۔ میرے ایک دوست تھے، چکوال کے تھے، ان کو missing کیا گیا۔ اس وقت جناب فیض حمید صاحب، DG (ISI) تھے یا پھر DGI تھے، میرے ذہن سے نکل گیا ہے، میں ان کے پاس گیا۔ میں خود ان سے ملا اور ایک اور دوست بھی ملے۔ انہوں نے کہا کہ ہفتے دو کے بعد آ جائے گا۔ آج تقریباً اس کو آٹھ سے نو سال ہو گئے ہیں، اس کی والدہ شاید انتظار کرتے کرتے فوت ہو گئی ہے، چھوٹا سا بچہ تھا جو دوسری کلاس میں تھا، اب وہ میٹرک کر چکا ہے، انہوں نے وہ نہیں دیا۔ ہفتے بعد دیں

گے، دو ہفتے بعد دیں گے، یہ کون سا سسٹم ہے۔ ہم سب کو آواز اٹھانی چاہیے۔ Missing person کوئی بھی ہو، کسی قوم یا قبیلے کا ہو، اس کو illegal اٹھایا گیا ہو تو ہمیں اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے اور جن لوگوں نے اٹھایا ہو، ان کو کٹہرے میں لانا چاہیے۔ آپ یقین مانیے، میں آپ کو ایسے واقعات بتا سکتا ہوں، اپنی فیملی کے، بعض ہمارے عزیز ہیں، ان کے بھائی جو میجر ریٹائرڈ تھے، ان کو کراچی سے اٹھایا گیا۔ ان کو کوئٹہ لایا گیا۔ چھ مہینے بعد ان کو پتا چلا فلاں جگہ ہے۔ انہوں نے اس وقت کے راحیل شریف صاحب سے رابطہ کیا کہ یہ میرا بھائی کوئٹہ میں ہے۔ انہوں نے تین دن بعد بتایا کہ میں نے پتا کیا ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ خود وہاں کوئٹہ گئے اور اپنے بھائی کو پیسے دے کر لائے۔ ہماری یہ حالت ہے۔ جب پوچھا گیا کہ یہ کیوں ہو رہا ہے تو بتلایا گیا کہ یہ ہمارے اور بھی بہت سے کام کرتے ہیں، بیچ میں یہ بھی کر جاتے ہیں۔ لہٰذا، پاکستان کا جو سب سے بڑا درد ہے، وہ rule of law کا نہ ہونا ہے، آئین پر عمل نہ کرنا ہے۔ اگر ہم پاکستان کو چلانا چاہتے ہیں، اسے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس طرف جانا پڑے گا۔ آئین کے مطابق حکمرانی ہو، rule of law ہوگا تو پاکستان آگے بڑھے گا۔

اگر discrimination ہوگی تو بات نہیں بنے گی۔ ابھی آپ دیکھ لیں، اسی بجٹ کے اندر کتنی discrimination ہے۔ وہ بچے جو اسکول نہیں جا سکتے، والدین کے پاس پیسے نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں، اس بجٹ میں ان کو اسکول میں لے جانے کے لیے کیا رکھا گیا ہے؟ یہ discrimination ہے۔ صحت کے مسائل ہیں۔ غربت ہے، لوگ اپنے بچوں کی شادیاں نہیں کر سکتے۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ آپ نے جو بجٹ بنایا ہے، آپ یقین کر لیں، یہاں دوست کہتے ہیں کہ ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں، یہ زبردست طریقے سے منظور ہو جائے گا، دیکھیں، اسے آپ pass بھی کر لیں لیکن آپ عوام کے نمائندے نہیں ہیں۔ وہ عوام جو تین time تو کیا، ایک time کا کھانا مشکل سے کھاتے ہیں۔ آپ ان کے نمائندے نہیں ہیں، ان کی آواز نہیں ہیں۔ اگر آپ مظلوموں اور محروموں کی آواز نہیں ہیں تو یہ سینیٹ، پارلیمنٹ اشرافیہ کے لیے نہیں بنایا گیا، یہ پاکستان کے عوام کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس میں پاکستان کے عوام کے منتخب نمائندے آئیں گے۔ اگر عوام کے نمائندے ہوں گے تو عوام کا درد ان میں موجود ہوگا۔ آج دیکھ لیں ہم نے کیا پالا ہے، یہ چھوڑے ہیں، جو سوات میں ہوا، ایک بے گناہ آدمی کو قتل کیا گیا۔ قرآن کہتا ہے (عربی)۔ جس

نے ایک بے گناہ کو قتل کیا،اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔اس دن جب سوات میں ایک بندہ قتل کیا گیاتو خدا کی نگاہ میں پونے آٹھ ارب انسان قتل ہوئے ہیں، یہ سارے مارے گئے ہیں۔ جیسے پہلے سیالکوٹ میں ہو چکا تھا، اتفاقاً یہ بھی سیالکوٹ کا تھا۔ یہ بدماغ پھوڑے ہمارے معاشرے کا کینسر ہیں۔ اس کے خلاف ہم کیوں نہیں بولتے،اس کے خلاف کیوں نہیں اٹھتے؟ ایک بے گناہ انسان مرتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ سارے انسان مر گئے ہیں۔ کس نے حق دیا ہے کہ خود مدعی ہوں، خود گرفتار کریں، خود قاضی بنیں اور خود اسے سزا دیں؟ لہٰذا، ہمیں ان کے مقابلے میں stand لینا ہوگا، اگر نہیں لیں گے تو کل ہم بھی جلیں گے۔ اگر ساتھ والا گھر جل رہا ہے اور ہم چپ ہیں تو کل ہمارے گھر کو بھی آگ لگے گی۔ اس عفریت کا مقابلہ کرنا پڑے گا، ہمیں اس کی حوصلہ شکنی کرنی پڑے گی اور ان شاء اللہ العزیز اگر ہم کوشش کریں گے تو ہو جائے گا۔ اگر ہم حق اور سچ کو نہیں دیکھیں گے، حزب اقتدار کہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے، اپوزیشن کہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے، نہیں، حق اور سچ کے معیار ہیں، ملکات ہے، اصول ہے، ترازو ہے، اس پر سوچ کر کہیں کہ ہاں، اس میں ہماری غلطی ہے، خامی ہے، اس کی اصلاح کریں گے۔

دوستو! حزب اقتدار کے دوست بیٹھے ہیں۔ پاکستان کا یہ بجٹ unbalanced budget ہے، عادلانہ بجٹ نہیں ہے۔ یہ ظالمانہ بجٹ ہے، ناانصافی والا بجٹ ہے۔ عوام کے دکھ درد بڑھیں گے، مشکلات بڑھیں گی، مصیبتیں بڑھیں گی اور چوبیں، پچیس کروڑ عوام میں سے اور لوگ غربت کی لکیر سے نیچے چلے جائیں گے اور غربت کی لکیر پاکستانیوں نے پار کر دی ہے، پاکستان کے لوگ بڑے اچھے لوگ ہیں جو نمک اور پیاز پر بھی گزارہ کر لیتے ہیں، پاکستان کے لوگ بہت اچھے ہیں، ان میں بہت قناعت ہے۔ آئیں اپنے عوام کا درد محسوس کریں، ان کے لیے اٹھیں، نہ حزب اقتدار ہے اور نہ حزب اختلاف ہے، ہم سب نے عوام کی خدمت کرنی ہے۔ لڑیں عوام کے حقوق کے لیے، آئیں اس سے ہم مقابلہ کریں کہ ان کے لیے بہتر سے بہتر تجاویز لے کر آئیں تاکہ ان کی زندگی بہتر ہو، ہمارا وطن بہتر اور پاکستان بہتر ہو۔

آخری بات، اس وقت پاکستان کو ایک فعال اور متحرک خارجہ پالیسی کی ضرورت ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب بھٹو صاحب وزیر خارجہ بنے تھے، انہوں نے foreign exchange کے حوالے سے نئے راستے، نئے طریقے اختیار کیے، پاکستان کی ranking کو بڑھایا۔ بعد میں بھی

جو وزیر خارجہ رہے، بہت اچھا کام ہوا۔ آج پاکستان کو ایک فعال اور متحرک وزارت خارجہ کی ضرورت ہے جو پاکستان کے national interests کے ساتھ match کرے۔ پاکستان جس خطے میں رہتا ہے، یہ strategically بہت اہم خطہ ہے، خود پاکستان strategically بہت اہم ہے، اس کی بہت قدر و قیمت ہے، ہمیں سمجھنا چاہیے۔ پاکستان کو Asian countries کی طرف جانا چاہیے، معاشی تعلقات، اقتصادی تعلقات۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: علامہ صاحب، علامہ صاحب۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: اگر آپ یورپ کا سہارا لیں گے، کسی وقت آپ پر sanctions لگائیں گے اور آپ کی ہر چیز خراب کر دیں گے۔ اپنے آپ کو unbalance نہ ہونے دیں۔ لہٰذا، ایشیائی ممالک کے ساتھ خارجی روابط ہوں، اقتصادی روابط کو بڑھایا جائے۔ افغانستان، سنٹرل ایشیا، ایران، ترکی، چین اور far east countries کے ساتھ ہمارے اچھے اقتصادی تعلقات ہونے چاہییں۔

اس بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے۔ مجھے نظر نہیں آیا کہ پاکستان میں مستقبل میں معاشی مشکلات سے نکلنے کے لیے کیا لائحہ عمل دیا ہے، کیا راستہ نکل آیا ہے سوائے آئی ایم ایف کے۔ ہمیں اس راستے سے نکلنا ہوگا، آگے بڑھنا ہوگا تاکہ ہمارا وطن ان مشکلات سے نکلے ورنہ آئی ایم ایف آپ کو نہیں بچا سکتا۔ آئی ایم ایف کی وجہ سے مہنگائی ہو گئی ہے، مزید مشکلات کھڑی کر رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں اور راستے ڈھونڈنے چاہییں، اگر آپ نہیں ڈھونڈیں گے تو آپ بند ہو جائیں گے، irrelevant ہو جائیں گے۔ دنیا کے جو بدلتے ہوئے حالات ہیں اور ایک پاکستان جیسا ایٹمی ملک، strategically اہم جگہ پر واقعہ، پچیس، چھبیس کروڑ عوام کا ایٹمی ملک اگر irrelevant ہو جائے تو یہ بہت خطرناک ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں تبدیلی لائیں جو ہماری اقتصادی پالیسی کو support کرے۔ ہمارے تمام کے تمام سفارتخانوں میں باقاعدہ اقتصادی نمائندے ہونے چاہییں جو وہاں ان ممالک میں پاکستان کے حوالے سے economically رابطے کریں، لوگوں سے ملیں، پاکستان کی inputs کا بتلائیں، وہاں کے لوگوں کو لائیں تاکہ پاکستان کو ان مشکلات سے نکالنے کے لیے ایک پوری move ہو۔ اگر آپ ایسے ہی رہیں گے، بیٹھے رہیں گے، ایک وزیر خزانہ صاحب آئیں گے اور وہ اپنا بجٹ بنا دیں گے۔

آخری بات، بجٹ بنانے کے لیے میری گزارش ہے کہ اب ممکن ہے،اپوزیشن اور حزب اقتدار سارے بیٹھیں، لکھیں، تیار کرنے میں role play کریں تاکہ یہاں کم اختلافات ہوں۔ کمیٹیاں بن جائیں، قائمہ کمیٹیوں کی طرح بجٹ کمیٹیاں بن جائیں، سینیٹرز کی بھی بن جائیں اور ان کی بھی بن جائیں،ان میں اپوزیشن ہو، سارے لوگ موجود ہوں،اگر آپ مل کر بجٹ بنائیں تو میرے خیال میں بہترین بجٹ ہوگااور اختلافات بھی کم ہوں گےاور عوام بھی اس پر اعتماد کریں گے، لوگ بھی ساتھ دیں گے۔ وگرنہ آپ جتنے زبردستی ٹیکس لگائیں، لوگ آپ کو اس طرح کے ظالمانہ ٹیکس نہیں دیں گے،لوگ بغاوت کریں گے۔ اس سے لاقانونیت پھیلے گی۔ قانون وہ ہوتا ہے جو smoothly move کرے۔ اگر ایسا قانون بنائیں گے جوsmoothly move نہیں کرتا، society کو نہیں چلنے دیتاتو پھر لوگ قانون توڑ دیتے ہیں۔ یہ بھی بڑاالمیہ ہوگا۔

امید ہے خداوند تعالیٰ ہمارے وطن کو ایک دن ضرور ان مشکلات سے نکالے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شاء اللہ۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: اور خدا ہمارے ملک کو ایسے حکمران دے گا جو عادل اور عوام کا درد رکھنے والے حکمران ہوں گے۔ میرا سلام ہے چمن کے مظلوموں پر جو اپنے حقوق کے لیے وہاں پرامن بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں،ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ ان کے حقوقgenuine ہیں اور وہ پاکستان کی سرحدوں کے محافظ ہیں۔ ہمیں ان کو اس طرح degrade نہیں کرنا چاہیے، لاتعلق نہیں ہونا چاہیے،ان کی بات کو سننا چاہیے اور ان کے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہِ وبرکاتہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ،علامہ صاحب۔

(The Chair recognized the presence of Syed Ali Qasim Gillani, MNA/son of Hon'ble Chairman Senate)

(Desk Thumping)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے کہ ایوان کی کارروائی آگے چلاؤں، ایوان کے اطلاع کے لیے یہ بات بتانا ضروری ہے کہ ایوان بالا (ہاؤس آف دی فیڈریشن) میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، اس میں تمام پارٹیاں، دونوں اطراف سے اپوزیشن اور حکومتی 45 سے زائد ممبران نے اس پر بحث کی، اپنی تجاویز دیں۔ ڈپٹی وزیراعظم، وزیر خزانہ، وزیر قانون، وزیر مملکت علی پرویز صاحب تھے۔ سب نے

ان کی تجاویز کو کھلے دل سے سنا اور تمام ممبران نے کھلے دل سے تجاویز دیں۔ دونوں اطراف سے تمام اراکین کو مکمل وقت دیا گیا۔ آئینی طور پر سینیٹ کی ذمہ داری تھی کہ ان تمام تجاویز کو قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھجوایا جائے اور ہم امید کرتے ہیں قومی اسمبلی سیکرٹریٹ اور حکومت وقت سے کہ وہ ان تجاویز پر جو ایوان بالا سے گئی ہیں، وہ کوشش کریں گے کہ مثبت تجاویز کو بجٹ کا حصہ بنائیں گے، قانون کا حصہ بنائیں گے اور سینیٹ جو فیڈریشن کی علامت ہے، ان کی تجاویز کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے ان کے تجاویز کی respect بھی ہوگی اور respect ہونی بھی چاہیے۔ ابھی نماز کا وقت ہے۔ ایوان کی کارروائی بروز منگل، ۲۵ جون ۲۰۲۴، دوپہر تین بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 25th June, 2024, at 03:00 p.m.]